امارت اسلامیہ افغانستان کا واحد اردو ترجمان

ماہنامہ شریعت

جلد 7 اپریل 2018ء بمطابق جمادی الثانی ورجب المرجب 1439ھ شمارہ 2

"الخندق" افغانستان کو غاصبوں کے لیے آخری خندق بنادے گا

الخندق جہادی آپریشن

کے آغاز کے حوالے سے امارت اسلامیہ کا اعلامیہ

ملا محمد عمر، ایک عہد ساز شخصیت

جہاد میں علماء کا کردار

افغانستان کا 23 سالہ جہادی نشیب و فراز

الخندق آپریشن

فرمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عن عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فواللہِ لَا الفقرَ اَخشیٰ علیکم
ولکن اَخشیٰ علیکم ان تُبسَطَ علیکم الدنیا کما بُسِطَتْ علیٰ مَنْ کان قبلکم
فتنافسوھا کما تنافسوھا وتُھلِکَکُمْ کما اَھلَکَتھُم۔ [رواہ البخاری ومسلم]

عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم پر فقر اور ناداری آنے سے نہیں ڈرتا لیکن مجھے تمہارے بارے میں یہ ڈر ضرور ہے کہ دنیا تم پر وسیع کر دی جائے جیسے کہ تم سے پہلے لوگوں پر وسیع کر دی گئی تھی، پھر تم اس کو بہت زیادہ چاہنے لگو جیسے کہ انہوں نے اس کو بہت زیادہ چاہا تھا (اور اس کے دیوانے متوالے ہو گئے تھے) اور پھر وہ تم کو برباد کر دے جیسے کہ اس نے ان اگلے لوگوں کو برباد کیا۔

فرمان امیر المومنین شیخ الحدیث ھبۃ اللہ اخندزادہ حفظہ اللہ

یہ امر دنیا کی ان حکومتوں کے لیے بھی واضح کرتے ہیں، جو غلط تاثر کی وجہ سے افغانستان میں ہماری موجودگی کو اپنے لیے خطرہ سمجھے ہوئے ہیں۔ انہیں جاننا چاہیے کہ ہماری پالیسی اس اصول پر مبنی ہے: 'لاضرر ولاضرار فی الاسلام'۔ اسلام کے (احکام میں) ضرر (کسی کو بلاوجہ تکلیف دینا) نہیں ہے اور (مؤمن) بھی ضرر کا عمل نہ کرے۔ عالمی برادری کو یقینی طور پر مطمئن رہنا چاہیے کہ امارت اسلامیہ کسی کو بُری نگاہ سے نہیں دیکھتی۔ اہل افغانستان اور عالمی برادری اس حقیقت کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ امارت اسلامیہ نے افغانستان میں بہت سی معاشرتی و سیاسی برائیوں کا سد باب کیا ہے۔ ناقابل تصور خون ریز حادثات کی روک تھام کی ہے۔ خطے بھر کے لیے امن و سلامتی کا کام کیا ہے۔ فی الحال جن علاقوں پر امارت اسلامیہ کا کنٹرول ہے، وہاں عوام کے جان و مال محفوظ ہیں۔ ان علاقوں سے ہمسائیہ ممالک اور دنیا کو نقصان پہنچنے کا سلسلہ رُک گیا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

'ماہنامہ شریعت' امارتِ اسلامیہ افغانستان کا اردو زبان میں واحد اور باضابطہ دینی، ثقافتی اور سیاسی مجلہ ہے۔ یہ امارت اسلامیہ کے رسمی 'میڈیا و ثقافتی کمیشن' کی جانب سے شائع ہوتا ہے۔ ماہنامہ شریعت افغانستان میں جاری اسلام و کفر کی کشمکش، سیاسی و جہادی واقعات و حالات اور ستم رسیدہ مسلمانوں پر روا رکھے جانے والے انسانیت سوز مظالم کا سچا اور چشم دید عکاس ہے۔

عکس درون

"الخندق" افغانستان کو غاصبوں کے لیے آخری خندق بنادے گا	2
الخندق آپریشن کے حوالے سے امارت اسلامیہ کا اعلامیہ	4
افغانستان کا 23 سالہ جہادی نشیب و فراز	6
فلسطین میں داعشی فتنہ	9
امن مذاکرات پر پانی بہادیا	11
مجاہدین کی بڑھتی مقبولیت	12
امریکا کے چھ ہزار دن!	14
اشرف غنی کی مذاکراتی پیش کش	15
نیتن یاہو کا دورہ بھارت	17
افغانستان کو 'شام' بننے سے بچانے والا؟	19
بشار الاسد کو بچانے والے	20
بے اختیار ایوان صدر	21
الخندق آپریشن کا پس منظر	22
مراکز صحت کی تباہی جنگی جرم ہے	24
کھوکھلی جنگجو تنظیمیں	25
قوم غفلت سے باہر آئے	26
جہاد میں علماء کا کردار	27
استعمار کے ناجائز بچے	28
مصری ڈاکٹر	29
زور بازو آزما	30
الخندق آپریشن	31
اقوام متحدہ دہشت گردی کا سہولت کار	3
امریکی موجودگی میں مذاکرات	34
جنرل رو منش کی جھوٹی منطق	35
ٹرمپ کی امن دشمنی	36
ملا محمد عمر ایک عہد ساز شخصیت	37
مصطفی کمال پاشا اتاترک کی موت	38
امن ریلیوں کا منصوبہ	39
افغانستان مارچ 2018 میں	40
جنگی جرائم فروری 2018	42

Twitter: www.twitter.com/shariatmagazine1
Facebook: www.facebook.com/shariatmagazine
Web: www.alemarahurdu.com
E-mail: shariatmagazine@yahoo.com

امارت اسلامیہ افغانستان کا واحد اردو ترجمان

ماہنامہ شریعت

جلد ۷ / جمادی الثانیہ ۱۴۳۹ / اپریل ۲۰۱۸ / شمارہ ۲

مدیر اعلیٰ: ولید افغان

نائب مدیر: شمس ابدالی

مجلس مشاورت

ملا اسد افغان — ہارون بلخی

اکرم تاشفین — محمد فرہاد جانباز

سیف العادل احرار

ڈیزائننگ: مولوی محمد فاروق

قیمت فی شمارہ: 30 روپے

سالانہ: 350 روپے

سالانہ زرتعاون

امریکا، آسٹریلیا، افریقا، یورپی ممالک: 40 ڈالر

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات: 30 ڈالر

بنگلہ دیش: 28 ڈالر

''الخندق'' افغانستان کو غاصبوں کے لیے آخری خندق بنا دے گا

غاصب امریکیوں اور ان کے دیگر اتحادیوں کی یلغار کے مقابلے میں اپنے دین، جان و مال اور عزت کی دفاع کے لئے افغانستان میں گزشتہ ۱۷ برس سے مقدس جہاد جاری و ساری ہے اور خوش قسمتی کی بات یہ ہے کہ اس میں دشمن کے خلاف ہر روز تیزی اور کامیابی آتی جارہی ہے۔

افغانستان پر یلغار کرنے والے لشکروں کی کمان اس ملک کے ہاتھ میں ہے جس کے ساتھ دنیا بھر میں نہ کوئی اقتصادی طور پر ہمسری کر سکتا ہے اور نہ ہی کسی کی ٹیکنالوجی اور جدید وسائل اس کے جدید وسائل اور جنگی ٹیکنالوجی کے برابر ہیں۔ ایسی صورت حال میں کوئی بھی یہ بات ماننے کو تیار نہیں تھا کہ اس مادی دنیا میں جدید جنگی وسائل سے محروم افغان قوم معمولی اسلحہ کے ساتھ اتنی بڑی قوت کے سامنے ٹھہر سکے گی۔ لڑائی کو ۱۷ برس تک طول دینا اور اپنے سے کئی گنا طاقت ور دشمن کو یوں ناکوں چنے چبوانا تو کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔

یقینی بات ہے کہ اگر افغان قوم یہ جنگ مادی اہداف کے حصول کے لئے لڑ رہی ہوتی تو موجودہ طاقت سے سو گنا زیادہ طاقت کی موجودگی میں بھی امریکہ کے مقابلے میں اس جنگ کو اتنا طول دینا ممکن نہیں تھا لیکن چونکہ یہ جنگ ایک شرعی فریضہ سمجھ کر عالی اہداف کے حصول کی خاطر اللہ تعالی کی ذات عالیہ پر مکمل اعتماد کے ساتھ لڑی جارہی ہے اس لئے یہ سب ممکن ہوا جو کہ بظاہر ناممکن تھا۔ دنیا کی اس بڑی طاقت کے خلاف جنگ یقیناً بہت مشکل تھا، جس کے لئے بہت زیادہ جانوں کی قربانیاں دینی پڑیں لیکن چونکہ اللہ تعالی کی رضا اور اس کے حکم کی تعمیل کے لئے تھا تو اللہ تعالی نے اسے ہمارے لئے بہت آسان کیا۔

اب جبکہ ہم اپنے اہداف کو حاصل کر رہے ہیں، بڑی بڑی فتوحات مل رہی ہیں اور دشمن پر کاری ضربیں پڑ رہی ہیں تو یہی جنگ ہمارے لئے اور پوری اسلامی دنیا کے لئے خوشی اور مسرت کا سبب بھی بنا ہوا ہے۔

یہ جنگ عالمی غاصب قوتوں کے خلاف ایک دفاعی جنگ ہے۔ انہوں نے ہمارے ملک پر یلغار کیا ہے اور ہم ان غاصبوں سے اپنے دین، جان، وطن، عزت اور شرعی نظام کی دفاع کے لئے لڑ رہے ہیں لیکن اگر آج ہماری اس دفاعی جنگ کا مشاہدہ کیا جائے اور عملی میدان کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ اللہ تعالی کے فضل و کرم سے آج ہم اقدام کرتے ہیں اور ہمارا دشمن دفاع کی کمزور پوزیشن سنبھالے ہوئے ہے۔ اب وہ دن نہیں رہے جب دشمن سانپوں اور دیگر جانوروں کے نام پر ہمارے خلاف آپریشن کیا کرتے تھے۔

اب صورت حال یہ ہے کہ امارت اسلامیہ افغانستان کی جانب سے ہر سال موسم بہار کی آمد کے ساتھ ہی نئے احساس، نئے عزم، نئی امید اور جوش و جذبہ کے ساتھ کسی مقدس نام سے دشمن کے خلاف آپریشن کا اعلان کیا جاتا ہے، جو بحمد اللہ پورا سال کامیابی کے ساتھ دشمن کے خلاف جاری رہتا ہے اور اللہ تعالی کے فضل و کرم کے ساتھ امیدوں سے بڑھ کر کامیابیاں سمیٹتا ہے۔

امارت اسلامیہ کی جانب سے ''الخندق'' کے نام سے اعلان کیا جانے والا نئے موسم بہار کا آپریشن اسی مبارک سلسلہ کی ایک امید افزاء اور تازہ کڑی ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ غزوہ خندق ہی کی طرح افغانستان پر حملہ کرنے کے لیے دور سے آئے ہوئے ہمارے دشمنوں کی ایسی شرمناک شکست کا باعث بنے گا کہ ان میں افغانستان تو درکنار اس پورے خطے کو بھی ٹیڑھی آنکھ سے دیکھنے کی سکت باقی نہیں رہے گی۔

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اس جنگ میں صلیبی قوتوں کو بہت زیادہ جانی اور مالی نقصانات پہنچ چکے ہیں اور تا حال پہنچ رہے ہیں لیکن چونکہ میدان جنگ ہمارا وطن ہے اس لئے قتل عام ہمارا ہی ہوتا ہے اور صلیبیوں کی موجودگی اور جنگ کے جاری رہنے سے جنگ سے وابستہ تمام تر بڑے مادی اور معنوی نقصانات بھی ہمیں پہنچ رہے ہیں اس لئے وہ خوشی جو ہمیں دشمن کے نقصانات پر ہوتی ہے اس دکھ اور غم سے کہیں کم تر ہے جو ہمیں اپنی قوم کو پہنچنے والے جانی و معنوی نقصانات پر پہنچتا ہے۔

اس وجہ سے اقوام متحدہ سمیت پوری دنیا کو یہ بات مان لینی چاہیے اور اگر ان میں زمینی حقائق کو تسلیم کر لینے کی جرأت ہو تو چاہیے کہ اس حقیقت کا اعتراف کر لیں کہ اپنی زمین پر جنگ کو جاری رکھنا نہ ہمارا دلچسپ مشغلہ ہے اور نہ ہی دلی خواہش بلکہ یہ ہماری ضرورت اور ایک ایسی مجبوری ہے، جس کے سوا ہمارے پاس کوئی چارۂ کار نہیں اور نہ ہی دشمن نے ہمارے لئے کوئی اور

راستہ چھوڑا ہے۔

آپ دیکھ لیں کہ اب بھی ہمارے ملک کا ایک بڑا حصہ دشمن کے قبضہ میں ہے، ہمارا دین، جان ومال اور عزت اب بھی دشمن کے شر سے مکمل طور پر محفوظ نہیں ، گھروں پر چھاپوں میں مزید تیزی آگئی ہے اور بڑے دھڑلے کے ساتھ ہماری چادر اور چار دیواری کی عزت کو پامال کیا جارہا ہے، ہزاروں جوان دشمن کے قید خانوں میں صعوبت اور عذاب کی زندگی گزار رہے ہیں۔ غاصبین کے فوجی اڈے اب بھی یہاں قائم ہیں، افغان قوم پر ظلم وسربریت میں تیزی لانے کے لئے ان فوجی اڈوں میں مزید فوجی اور جنگی سازوسامان لایا جارہا ہے۔عام شہریوں کے گھروں پر بمباری اب بھی جاری ہے بلکہ ٹرمپ کی نئی جنگی پالیسی کے بعد تو اس میں بڑی شدت آگئی ہے اور علماء وطلباء، مدارس ومساجد کو بطور خاص نشانہ بنایا جارہا ہے، قندوس میں دورہ حدیث اور حفظ قرآن کریم کی تقریب دستاربندی پر بمباری اس کا تازہ ثبوت ہے۔ جس میں بڑی بے رحمی کے ساتھ علماء اور طلبہ کے ساتھ ساتھ عام شہری بھی بڑی تعداد میں شہید اور زخمی ہوگئے۔

اب دنیا خود ہی فیصلہ کرے کہ آیا ہمارے پاس امریکہ کی اس دہشت گردی کو روکنے کے لئے اس قسم کی کارروائیوں کے علاوہ کچھ اور بچتا ہے ؟

امریکہ افغانستان میں جاری اپنے وحشت وسربریت پر پردہ ڈالنے کے لئے مذاکرات کا ڈھول بھی پیٹتا رہتا ہے جبکہ عملی میدان میں صلح اور مذاکرات کے ہر امکان کو سبوتاژ بھی کرتا ہے اور امارت اسلامیہ کی جانب سے جنگ روکنے کے معقول موقف کو مسلسل طور پر رد کر رہا ہے۔

ہمارا مطالبہ ہے کہ عالمی ادارے اور اقوام متحدہ کو اب تو جرأت سے کام لیتے ہوئے امریکہ کے فساد اور منافقت بھری پالیسیوں کے مقابلے میں امارت اسلامیہ کے معقول اور برحق موقف کی تائید کریں۔

ہم اپنے اس جاری جہاد کو امریکی وحشت وسربریت روکنے کا واحد راستہ سمجھتے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ ''الخندق'' کے نام سے شروع کیا جانے والا یہ آپریشن افغانستان کو وہ خندق بنادے گا جہاں امریکہ کا تمام تر غرور اور فرعونیت دفن ہوجائے گی اور پورا خطہ ان کے شر سے محفوظ ومامون ہوجائے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

الخندق آپریشن کے حوالے سے امارت اسلامیہ کا اعلامیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَلَمَّا رَأَى الْمُؤْمِنُونَ الْأَحْزَابَ قَالُوا هَٰذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَصَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ ۚ وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا (22) الاحزاب

ترجمہ: اور جب مؤمنوں نے کافروں کے لشکر کو دیکھا تو کہنے لگے یہ وہی ہے جس کا اللہ اور اس کے پیغمبر نے ہم سے وعدہ کیا تھا اور اللہ اور اس کے پیغمبر نے سچ کہا تھا اور اس سے ان کا ایمان اور اطاعت اور زیادہ ہو گئی۔

قابل قدر مجاہد عوام!

آپ جانتے ہیں کہ ہمارے ملک کے بعض علاقے تاحال غاصب امریکہ اور اس کے کفری متحدین کے قبضے میں ہے۔

اس سے قبل جارحیت کے دوران استعمار کے فضائی اور زمینی حملوں کے اہداف مجاہدین، عام شہری اور دیہی علاقے ہوتے رہتے، مگر اب مذہبی مراکز، مساجد اور وہاں موجود معصوم دینی طلبہ اور اساتذہ کو بھی نشانہ بنایا جارہا ہے، جس کی تازہ ترین مثال صوبہ قندوز ضلع دشت میں دینی مدرسے پر ہونے والا فضائی حملہ ہے۔

دین اسلام کے مقدس دینی اقدار، ملک کی اراضی خود مختار اور علیا مفادات کی مدافع قوت کے طور پر امارت اسلامیہ افغانستان استعمار اور اس کے ملکی اور بیرونی حامیوں کے خلاف مشروع جہادی مزاحمت کو جاری رکھتے ہوئے اسے ایک شرعی، اخلاقی اور دفاعی ضرورت سمجھتی ہے اور فوجی سرگرمیوں کی انجام اور تربیت کے لیے سابقہ سالوں کے مانند اس سال بھی درج ذیل وجوہات کے بناء پر الخندق کے نام سے جہادی آپریشن کا آغاز کرتی ہے۔

۱۔ یہ کہ ہمارے ملک کا فضا اور زمین استعمار کے کنٹرول میں ہے اور غاصب ہر لمحہ ہمارے مقدسات سے لیکر نہتے عام شہریوں تک سب کو اپنے حملوں کا ہدف بنا رہے ہیں۔ علماء کرام، حفاظ کرام، قومی عمائدین اور عام افغانوں کو بے دردی سے شہید کر رہے ہیں۔ آباد قصبے، صحت کے مراکز، مقدس اماکین، ہرے بھرے کھیت اور سرسبز باغات کو منہدم کر رہے ہیں۔ ہزاروں ہموطن عقوبت خانوں میں پابند سلاسل ہیں، غاصب امریکہ کے اس وحشت کی روک تھام میں کابل رژیم کے حکام مکمل ناتوان اور بے بس ہیں، بلکہ اکثر مواقع میں استعمار کی جانب سے انجام ہونے والے جرائم کی ذمہ داری رژیم ہی لیتی ہے اور اس سلسلے میں استعمار کیساتھ عملی طور پر ہم آہنگ ہے۔

۲۔ جارحیت کی تداوم کے باوجود ٹرمپ کی جنگی پالیسی جو گذشتہ 9 ماہ سے نہتے افغانوں کے گاؤں اور دیہاتوں پر وحشت سے عملی کی جارہی ہے اور اس دوران ہزاروں اضافی بیرونی فوجیں افغانستان لائی جارہی ہیں اور انہیں افغانوں کی قتل عام اور تشدد کے لیے نئی جنگی ساز وسامان اور فوجی صلاحیتیں فراہم کی جارہی ہیں

۳۔ غاصب امریکہ کی جانب سے کابل مزدور رژیم کیساتھ جنگی معاہدے کی موجودگی کی وجہ سے ملک میں جنگ کو گرم رکھنے کی خاطر متعدد امریکی فوجی اڈے قائم ہوئے۔ یہ وہ عوامل ہیں، جس کی رو سے امریکہ صلح و مذاکرات کے ہر قسم کے امکانات کو سبوتاژ اور جنگ میں شدت لانے اور اسے طول دینے پر اصرار کر رہی ہے اور امارت اسلامیہ کے مذاکرات کے موقف کو منفی جواب دیا جارہا ہے۔

۴۔ امریکی اور کابل انتظامیہ کے زیر کنٹرول علاقوں میں کھلے عام بدامنی کے باوجود فحاشی، شراب نوشی، مبتذل فلمیں، باطل ادیان کو دعوت دینے وغیرہ دیگر ناجائز اعمال کے متعدد خفیہ اور آشکار مراکز کی سرگرمیاں واضح ہیں۔ رژیم کے ناتوان اور کرپٹ حکام اپنی امریکی آقاؤں کے درج بالا جنگی، نظریاتی، بے حیا عزائم اور عملی اقدامات کی موجودگی کیساتھ ساتھ اندرون اور بیرون میں صلح کے بہانے جوجد وجہد کرتی رہتی ہے، وہ تمام استعمار کے ایماء پر افغانی مزاحمت کو کچلنے، کمزور کرنے اور آخر کار سرنڈر ہونے کو ایک وسیلے کے طور پر انجام دے رہا ہے۔ یہاں جنگ کے خاتمے اور دائمی امن کے استحکام کی خاطر نہیں کرتے۔

کٹھ پتلی انتظامیہ کی تمام کوشش یہ ہے کہ جارحیت سے عام اذہان کو کسی اور جانب سے مبذول کروادیں، اس لیے امریکہ یہاں جنگ کے خاتمے کا ارادہ

نہیں رکھتی، بلکہ اسے مزید طول دینے اور گرم رکھنا چاہتی ہے، جس سے افغانستان اور خطہ آگ کے شعلے کی لپیٹ میں آجائے اور استعمار کے لیے نفری میں اضافے اور مداخلے کی راہ ہموار ہوجائے۔

بناء متجاوز کافر دشمن کی کفری تجاوز کو دفع اور محوہ کرنے کے لیے اسلامی ارشادات اور قرآنی صریح نصوص مسلمانوں کو ان سے بالمثل عمل پر مأمور اور پابند کرتے ہیں۔

اللہ تعالی فرماتے ہیں: فَمَنِ اعْتَدَىٰ عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدَىٰ عَلَيْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ

(البقرۃ: 194)

ترجمہ: پس اگر کوئی تم پر زیادتی کرے تو جیسی زیادتی وہ تم پر کرے ویسی ہی تم اس پر کرو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ اللہ ڈرنے والوں کے ساتھ ہے۔

اسی قرآنی ارشاد کی تعمیل اور اپنی اسلامی اقتدار اور اپنے ملک و عوام کے پامال شدہ حقوق سے دفاع کی خاطر امارت اسلامیہ نے استعمار اور اس کے حواریوں کے خلاف رواں سال اپنے آپریشن کو اللہ تعالی کی نصرت اور اپنی مسلمان عوام کی حمایت سے الخندق جہادی آپریشن کے نام سے شروع کرتی ہے۔

اس سال امارت اسلامیہ نے جہادی آپریشن اس لیے الخندق کے نام سے تفاؤلا منسوب کیا کہ ہمارا موجودہ جہادی حالت بعینہ صدر اسلام کے مسلمانوں کی اس حالت سے مشابہہ ہے، جب پانچ ہجری اسلام کے دشمنوں کے مختلف گروہوں نے جنہوں نے غزوہ بدر میں بڑی شکست کھائی، تو مختلف ناموں کے تحت اکھٹے ہوئے اور مدینہ منورہ میں اسلامی حاکمیت کی نابودی کی خاطر جنگ اور طاقت آزمائی کا فیصلہ کرلیا، مگر مشرکین کی یہ عظیم لشکرکشی و حملہ جو غزوۃ الاحزاب یا غزوۃ الخندق کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، اللہ تعالی نے اس کے نتیجے کو اس کے برعکس کردیا، جس کا کافروں کو امید تھی اور الخندق کا معرکہ مسلمانوں کو محوہ کرنے کی آخری جنگ ہونے کے بجائے کافروں کی منہ توڑ شکست سے اس طرح ختم ہوئی کہ اس کے بعد کافروں نے کبھی بھی مدینہ منورہ پر جارحیت کی جرائت نہ کی اور اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اب ہم ان پر حملے کرینگے، آئندہ وہ ہم پر حملہ نہیں کریگا اور بعد میں مجاہدین کے مسلسل حملے شروع ہوئے اور کافروں کو شکست کا سامنا ہوا۔

الخندق جہادی آپریشن کی منصوبہ بندی امارت اسلامیہ کے فوجی کمیشن کے مجرب اور ماہر اشخاص کی جانب سے مرتب ہوئی، استعمار کی موجودہ جنگی پالیسی کے خلاف متقابل گوریلے، لشکرکشی، رابط مجاہدین کے مؤثر حملے وغیرہ جدید اور پیچیدہ حکمت عملی سے مرتب کرکے غاصب امریکہ اور اس کے حواریوں کو کچلنے، مارنے اور زندہ گرفتار کرنے پر فوکس رہے گی۔

پہلا ہدف امریکہ اور اس کے انٹیلی جنس ایجنٹ اور ثانوی داخلی (ملکی) حامی کی حیثیت سے ہونگے اور ساتھ ہی فتنہ گروں کے ابھرے اور ابھرنے والی حرکتیں بھی ابتداء ہی میں ناکارہ بنائے جائینگے۔ ان شاءاللہ

مذکورہ آپریشن اللہ تعالی کی نصرت سے رواں سال کے (شعبان معظم کا ۹ /۱۴۳۹ھ ق – 25/4/2018م) ملک بھر میں اللہ اکبر کے کفرشکن نعرے سے شروع ہوکر جاری رہے گا۔ مذکورہ آپریشن کو عملی کرنے سے متصل اپنے مجاہد بھائیوں کی توجہ درج ذیل نکات کی جانب مبذوال کروانا چاہتے ہیں۔

یہ کہ ہمارا جہاد اللہ تعالی کی رضا اور ہمارا واحد مقصد اللہ تعالی کے کلمہ کی سربلندی اور اسلامی نظام کا قیام ہے، تو ہمارا ہر جہادی عمل شریعت کے دائرے میں امارت اسلامیہ کے اصولوں اور ہدایات کی روشنی میں ہو۔

یہ کہ مجاہدین (أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ) الہی ارشادات کی رو سے مسلمانوں پر رحم دل اور دشمن پر سخت ہے تو الخندق جہادی آپریشن کے دوران شہریوں کی جان و مال کی حفاظت پر خصوصی توجہ دینی چاہیے اور اہداف کو نشانہ بناتے وقت پورے احتیاط کو بروئے کار لائے۔

افغان مجاہد عوام سے ہماری امید یہ ہے کہ مزید اپنے مجاہد بھائیوں کی محکم حمایت کیساتھ الخندق آپریشن کی کامیابی میں حصہ لے اور ساتھ ہی دشمن کے مراکز اور قافلوں سے دور رہے، تاکہ آپریشن کے دوران نقصان سے محفوظ رہے۔

ہر جہادی عمل میں اخلاص، للہیت، تواضع، توکل، اطاعت، مشورہ اور استخارے کا مجاہدین کو بخوبی سے رعایت کرنا چاہیے اور نبی کریم ﷺ کی سنت کو زندہ کرنیکی نیت سے الخندق آپریشن کے دوران اس ماثورہ دعا کو جہادی ورد بنالے، جسے رسول اللہ ﷺ غزوۃ الاحزاب کا موقع پر کثرت سے فرماتے۔

اللَّهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيعَ الْحِسَابِ وَمُجْرِيَ السَّحَابِ وَهَازِمَ الْأَحْزَابِ اهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَيْهِمْ.

والسلام .امارت اسلامیہ افغانستان

/09 شعبان المعظم 1439 ھق۔ /25 اپریل 2018ء بمطابق 05/ثور 1397 ھش

افغانستان کا 23 سالہ جہادی نشیب و فراز

سعد کٹوازی

امارت اسلامیہ کا قیام اکیسویں صدی کا سب سے بڑا واقعہ ہے۔ یہ سوویت یونین کے خلاف جہاد میں مجاہدین کی قربانیوں کا نتیجہ ہے۔ شہداء کے خون کی برکت اور ان کی لازوال قربانیوں کی بدولت اسلامی نظام کے لیے راہ ہموار ہوئی۔ جب کہ یہ بہت سے لوگوں کے لیے ایک کڑا امتحان بھی تھا، جن میں سے کچھ لوگوں کو اللہ تعالی نے سرخ رُو کیا۔ امارت اسلامیہ نے افغانستان کے 95 فیصد رقبے پر اپنا کنٹرول قائم کر لیا۔ تین ممالک نے امارت اسلامیہ کو سرکاری سطح پر تسلیم کیا۔ سفارتی تعلقات کے حوالے سے اقوام متحدہ میں نمائندگی کے حصول کے لیے کوشش عظیم کامیابیوں کی فہرست میں شامل ہے۔ امارت اسلامیہ کی باگ دوڑ علمائے کرام کے ہاتھ میں ہے، جنہوں نے مکمل دین کو سامنے رکھتے ہوئے اچھی حکمرانی کو یقینی بنانے کے علاوہ تعمیر نو کے منصوبوں پر بھی کام شروع کیا۔ مغربی دنیا نے اس معاملے کو برداشت نہیں کیا۔ وہ اس بات سے خوف زدہ تھی کہ کہیں دیگر مسلم ممالک میں بھی خلافت کے قیام کے لیے شعور پیدا نہ ہو جائے۔ مغربی قوتوں نے امارت اسلامیہ کی کامیابی کے خلاف منفی پروپیگنڈا شروع کر دیا۔ خواتین کے حقوق، تعلیم اور انتہا پسندی کا لیبل لگا کر اسے بدنام کیا جانے لگا۔

ساری دنیا مغرب کے رعب کی وجہ سے امارت اسلامیہ کی دشمن بن گئی۔ البتہ وقت نے ثابت کیا کہ قابض دشمن اور کٹھ پتلی حکمرانوں کے پروپیگنڈے جھوٹے ثابت ہوئے۔ دشمن کے گمراہ کن دعوے مجاہدین کی معروضی سرگرمیوں کی بدولت مٹی میں دفن ہو گئے۔ آیئے، امارت اسلامیہ کی کامیابیوں کا مختصر مطالعہ کرتے ہیں:

دہشت گردی کا خاتمہ:

امارت اسلامیہ نے دہشت گردی اور فساد کے خاتمے کے لیے پیش قدمی کرتے ہوئے روسی باقیات کی شکست کے علاوہ نام نہاد جہادی کمانڈروں اور جنگجو گروپوں کا خاتمہ بھی کر دیا، جو جہاد کے مقدس نام پر لوٹ مار اور دہشت گردی میں ملوث تھے۔ امارت اسلامیہ نے 85 فیصد رقبے پر اسلامی حکومت قائم کر کے جرائم پیشہ عناصر سے آزادی حاصل کی۔

منشیات کی کاشت پر پابندی:

جب تحریک کا آغاز ہوا، تب مقامی علماء نے پوست کی کاشت جائز قرار دے رکھی تھی۔ مجاہدین میں بھی کچھ لوگ تھے، جو پوست کے کاروبار سے وابستہ تھے۔ دوسری جانب بدخشان، ہلمند اور ننگرہار افیون کی پیداوار کے بڑے مراکز تھے۔ یہاں سے اسمگل ہو کر پاکستان اور تاجکستان جاتی تھی۔ یہ افغان کسانوں کا بڑا ذریعہ معاش تھا۔ تب غیر متوقع طور پر اچانک اس کی کاشت اور خرید و فروخت پر پابندی لگانے سے مجاہدین اور کسان مسائل سے دوچار ہو سکتے تھے۔ اس لیے کچھ حکام نے امیر المؤمنین کو مشورہ دیا کہ وہ آہستہ آہستہ عوام اور کسانوں کو یقین دلائیں اور مرحلہ وار افیون کی کاشت کا خاتمہ کریں۔ البتہ امیر المؤمنین اس عمل میں تاخیر کے باعث نے مجبوراً اقدام کیا اور علمائے کرام کے ساتھ مشاورت کے بعد اس پر مکمل پابندی لگا عائد کر دی۔ جس کے لیے ایک اعلامیہ جاری کیا گیا کہ 'پوست کی کاشت اور اس کی خرید و فروخت شرعی نکتہ نگاہ سے ناجائز ہے۔ اس لیے بلا قید و شرط اپنی ذمہ داری کی بنیاد پر افیون پر مکمل پابندی عائد کرتا ہوں اور گزشتہ دور پر اللہ تعالی سے معافی چاہتا ہوں۔'
چند ماہ میں ہی تمام زیر کنٹرول علاقے سے پوست کی کاشت ختم ہو گئی۔ کسانوں نے افیون کی پیداوار کا سلسلہ بند کر دیا۔ جو علاقے امارت کے کنٹرول میں نہیں

تھے، وہاں کے لوگ پوست کاشت کرتے تھے۔ بدقسمتی سے قابض قوتوں کی آمد کے ساتھ ہی پوست کی پیداوار دوبارہ شروع ہوگئی۔

اچھی حکمرانی کا قیام

شریعت کے نفاذ سے دو اہم کامیابیاں ملی تھیں۔ کابل کی فتح سے چند ماہ بعد ترکمانستان کے ساتھ گیس پائپ لائن منصوبہ شروع کرنے کے لیے افغانستان، پاکستان اور ترکمانستان کے درمیان کابل میں سہ فریقی اجلاس ہوا۔ امارت اسلامیہ کے ساتھ دونوں ممالک کے اعلی حکام نے براہ راست مذاکرات کیے۔ امارت نے افغانستان کو ایک ٹرانزٹ خطے کے طور پر پیش کیا۔ امارت نے اپنے تمام مفادات کو یقینی بنانے کے لیے اس پائپ لائن سے متعلق تمام حلقوں کو اعتماد میں لیا۔ اسی سلسلے میں مئی 1997 میں ارجنٹائن کی کمپنی برڈاس کے ڈائریکٹر 'کارلوس بلغیرونی' نے امارت کے ساتھ گیس پائپ لائن منصوبے کا معاہدہ کیا۔ جس کے تحت ترکمانستان سے ڈھائی ارب ڈالر کی لاگت سے بارہ سو کلومیٹر طویل گیس پائپ لائن منصوبہ شروع کیا جانے والا تھا۔

اس معاہدے کے دس دن بعد ترکمانستان کے دارالحکومت عشق آباد میں ECO کا اجلاس ہوا، جس میں افغانستان سمیت دس ممالک نے شرکت کی۔ اس اجلاس میں شریک ممالک کے درمیان سڑکوں، ریل گاڑی، عشق آباد سے ایران اور پاکستان تک تیل اور گیس پائپ لائن، بجلی اور شریک ممالک کے درمیان درآمدات و برآمدات منصوبوں کا معاہدہ ہوا۔ اس تناظر میں رکن ممالک اور کمپنیوں کے درمیان ایک مقابلہ شروع ہوگیا۔ چناں چہ اگلے روز امریکی ذرائع نے امریکی کمپنی یونیکا اور سعودی کمپنی ڈیلٹا کے ساتھ پاکستان اور ترکمانستان کے گیس پائپ لائن معاہدے کا اعلان نشر کیا۔ جب کہ بعد یونیکال کمپنی نے ڈیلٹا، جاپان کی ہونڈا اور کوریا کی ہونڈائی کمپنیوں کے ساتھ مل کر ایک اتحاد سامنے لایا۔ اکتوبر 1997 میں امارت اسلامیہ کے وزیرِ صنعت مولوی احمد جان نے ترکمانستان کا دورہ کیا۔ اس کے وزیر خارجہ شیخ مرادوف کے ساتھ ملاقات کی، جس میں انہوں نے امارت کو ان کمپنیوں کے اتحاد کے ساتھ کام کرنے کی دعوت دی۔ امارت اسلامیہ نے متبادل ذرائع نہ ہونے کی وجہ سے مجبوراً اتحاد کے ساتھ معاہدہ کرنے کا اعلان کر دیا۔ اس سلسلے میں 25 اکتوبر کو ترکمانستان نے یورپی یونین کی کمپنیوں کے ساتھ معاہدے پر دستخط کیے، جس میں افغانستان کے مفادات کا تحفظ یقینی بنایا گیا تھا۔ جس کے چند نکات درج ذیل ہیں:

اوّل:

اس منصوبے میں انجینئرز کے علاوہ باقی تمام مزدور افغانی ہوں گے۔ جس کی بدولت افغانستان کے 60 ہزار افراد کو روزگار کے مواقع ملنے والے تھے۔ بدقسمتی سے حامد کرزئی، خلیل زاد، عبدالسلام عظیمی اور سی آئی اے کے دیگر ایجنٹوں نے اس منصوبے کو سی آئی اے کا منصوبہ قرار دے کر بدگمانی پھیلادی۔

دوم:

گیس پائپ لائن تیس سال تک کمپنی اور اس کے بعد افغانستان کی ملکیت ہوگی۔ تیس برس کے دوران مذکورہ کمپنی افغانستان کو ہر کلومیٹر پر ٹرانزکشن فیس ادا کرے گی، جس سے سالانہ آمدنی 350 ملین ہوسکتی تھی۔

سوم: گیس پائپ لائن کے قریب تیس کلومیٹر تک واقع ارد گرد علاقوں کو گیس فراہم کی جائے گی۔ چند خاص مقامات پر توانائی کے حصول کے لیے کے لیے پاور زون قائم کیا جائے گا۔

چہارم:

شبرغان سے گیس پائپ لائن عام گیس پائپ لائن کے ساتھ بچھانے کا انتظام کیا جائے گا۔ جس سے قندھار کے متعلقہ علاقوں میں چھوٹی پائپ لائنز کے ذریعے دیگر شہروں تک گیس کی سہولت فراہم کی جائے گی۔

پنجم:

شبر غان گیس اسٹیشنز کو دوبارہ تعمیر کیا جائے گا۔ تیل اور دیگر ذخائر کے کنویں بہتر بنانے میں مدد فراہم کی جائے گی۔ اس کے علاوہ دیگر قومی منصوبوں پر بھی کام شروع کیا جائے گا۔

1998 میں یونیکا نے اس منصوبے کے لیے قندھار اور کابل میں دفاتر کھولے اور عمل درآمد شروع کر دیا، لیکن اسی برس اگست میں امریکا نے افغانستان پر کروز میزائل حملے برسائے، جس کے باعث کمپنی نے اس منصوبے پر کام معطل کر دیا۔ امریکا کی جانب سے اقتصادی پابندی کے بعد اس نے دفاتر بھی بند کر دیے۔ چناں چہ امارت اسلامیہ نے دوبارہ برڈاس کمپنی سے رابطہ کیا۔ اپریل 1999 میں امارت اسلامیہ کے وزیر صنعت، پاکستان کے وزیر صنعت نثار علی خان اور ترکمانستان کے نائب سربراہ کے درمیان اسلام آباد میں ملاقات ہوئی۔ جب کہ ستمبر میں دونوں ممالک کے ساتھ ایک چینی کمپنی کے ساتھ معاہدے کا اعلان ہوا۔ دوسری جانب ملائیشیا کی کمپنی پیٹروس کے ساتھ بھی بات چیت شروع کی گئی۔ نتیجۃً عنقریب اس کے ساتھ بھی معاہدہ ہونے والا تھا۔ تاہم اسی دوران امریکا کی جانب سے افغانستان پر اقتصادی پابندیوں کے باعث مزید پیشرفت نہ ہو سکی۔ اس کے علاوہ وزارت صنعت کے ساتھ مئی 1999 میں چین کی ایک قدیم کمپنی کے ساتھ پل خمری، ہرات اور قندھار میں سیمنٹ کی فیکٹری قائم کرنے، ٹرانسپورٹ اور بحالی کے امور سے متعلق بات چیت ہوئی۔

علاوہ ازیں امارت اسلامیہ نے مواصلات کا نیٹ ورک قائم کرنے کے لیے ایک امریکی کمپنی کے ساتھ معاہدہ کیا، جس پر بعد ازاں کرزئی کے دور حکومت میں عمل درآمد شروع ہوا۔ اسی طرح افغان کرنسی پرنٹنگ کا معاہدہ تاجکستان کے ساتھ ہوا۔ البتہ امارت اسلامیہ کے سقوط کے بعد حامد کرزئی نے کرنسی پر درج امارت اسلامیہ کا نام تبدیل کر کے اسلامی جمہوریت رکھ کر کرنسی چھپوا لی۔ فی الوقت امارت کی زیادہ توجہ مزاحمت پر مرکوز ہے۔ تاہم قومی مفادات کے تحفظ کے لیے بھی متعدد اقدامات اٹھائے گئے ہیں۔ جن میں رفاہی اداروں کے ساتھ مختلف شعبوں میں مل کر کام کرنا شامل ہے۔ کنڑ میں ایک ہسپتال کا قیام، قندوز کو بجلی کی فراہمی، زیر کنٹرول علاقوں میں اسکولز کی تعمیر، عوامی مسائل اور تنازعات کے حل کے لیے شرعی عدالتوں کا قیام، صوبہ تخار میں 1200 دکانوں پر مشتمل عمری شہر کی تعمیر، پکتیا کے ضلع زرمت اور غزنی میں سڑکوں کی تعمیر، گیس منصوبے کی حمایت اور دیگر عوامی افادیت کے حامل منصوبوں کا قیام قابل ذکر کارنامے ہیں۔

بد قسمتی سے قابض دشمن نے شروع سے اقتصادی پابندیوں کے ذریعے امارت اسلامیہ کو مشکلات اور مسائل میں پھنسانے کی کوشش کی ہے۔ جب اس کو ناکامی ہوئی تو افغانستان پر حملہ کر دیا۔ نہتے و مظلوم شہریوں پر ظلم اور سربریت کا بازار گرم کیا گیا۔ اللہ کے فضل اور مجاہد قوم کی حمایت سے امارت اسلامیہ نے قابض فوج کے خلاف مزاحمت کی اور سترہ برس لازوال قربانیاں دیں۔ جن کی بدولت دشمن ہزیمت کا شکار ہے۔ دشمن نے افغانستان، قوم اور قومی مفادات کو داؤ پر لگا دیا ہے۔ افغانستان کو تباہی کے دہانے پر پہنچا دیا ہے۔ بڑے شہروں کھنڈر بنا دیے ہیں۔ باغات اور کھیت جلا دیے ہیں۔ سب کچھ تہس نہس کر کے مظلوم شہریوں کی زندگی اجیرن دی ہے۔ تخار میں بارہ سو دکانوں پر مشتمل عمری شہر، اسکولز، مدارس، مساجد اور کلینکس تباہ کر دیے ہیں۔ اسی طرح قندوز میں امارت اسلامیہ کے زیر کنٹرول علاقوں میں بجلی فراہمی بھی بند کر دی ہے۔ ان تمام اقدامات سے ثابت ہوتا ہے کہ امریکا سمیت اشرف غنی انتظامیہ کسی طور بھی افغانستان کی خیر خواہ نہیں ہے۔ ان حالات میں قوم صرف امارت اسلامیہ پر اعتماد کر رہی ہے۔ اس لیے عوام قابض قوتوں کے خلاف امارت سے تعاون کر رہی ہے۔

امید ہے اللہ تعالی کی مدد اور عوام کی حمایت سے افغانستان آزاد ہو گا اور یہاں اسلامی نظام نافذ ہو گا۔ ان شاء اللہ تعالی

فلسطین میں داعشی فتنہ

حسن زوی

حال ہی میں داعش نے 22 منٹ کی ایک نئی ویڈیو نشر کی ہے، جس میں مظلوم فلسطینیوں کی سب سے راسخ العقیدہ، دین دار، قربانیوں اور شہادتوں کی تابناک تاریخ کی حامل تنظیم حماس کے خلاف اعلان جنگ کیا گیا ہے۔ داعش نے حماس کے خلاف اعلان جنگ کی وجہ بتاتے ہوئے کہا کہ حماس امریکی سفارت خانے کی القدس منتقلی کو ناکام بنانے میں کامیاب نہیں ہو سکی۔ اس ویڈیو میں دکھایا گیا ہے کہ داعش کے مسلح افراد موسیٰ ابو زماط نامی ایک مسلمان کو اس جرم میں قتل کر رہے ہیں کہ وہ خفیہ طور پر مصر سے حماس کو اسلحہ پہنچا رہا تھا۔ اس ویڈیو میں داعش نے اپنے جنگجوؤں کو حکم دیا ہے کہ حماس کے زیر اقتدار پورے خطے کو نشانہ بنائیں۔ داعش کا ایک رہنما خود کو کاظم مقدسی اور غزہ کا رہائشی بتاتا ہے۔ وہ اپنے مسلح جنگجوؤں کو حکم دیتا ہے کہ حماس کے تمام دفاتر اور دفاعی مراکز بموں سے اڑا دیے جائیں۔

شیخ احمد یسین نے 1987 میں فلسطینی مسلمانوں کے لیے حرکتہ المقاومتہ الاسلامیہ (حماس) کے نام سے جہادی تحریک کی بنیاد رکھی تھی۔ تب سے غاصب اسرائیلی حکومت کے خلاف منظم جہادی مزاحمت شروع ہوئی۔ یہ مزاحمت پتھروں سے شروع ہوئی، جس نے فلسطینی اور دنیا بھر کے مسلمانوں میں مقبولیت حاصل کی۔ بڑی قربانیوں، شجاعت و ہمت کی بدولت یہ تحریک اتنی کامیاب ہوئی کہ ایک مضبوط عسکری قوت بن گئی۔ اس نے اسرائیلی حکومت کے خلاف جنگوں میں بڑی کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ اسی لیے حماس تمام فلسطینی مسلمانوں کی واحد نمائندہ تنظیم سمجھی جاتی ہے۔ دنیا بھر کے مسلمانوں کے لیے فلسطین میں سب سے محبوب اور غاصب اسرائیل کے لیے سب سے مبغوض و قابل نفرت دشمن تنظیم یہی حماس ہے۔

> ہر طرف سے محصور ہونے کے باوجود حماس اسرائیلی حکومت کے خلاف جہادی مزاحمت کامیابی سے آگے بڑھا رہی ہے۔ البتہ عراق و شام میں وسیع علاقہ رکھنے والی داعش عراقی تیل کے کنوؤں سے بہت سا تیل نکال کر بیچ چکی ہے۔ ساری دنیا سے اس کے رابطے ہیں۔ اسے ہر طرف سے اسلحہ مل رہا ہے۔ اگر داعش کو واقعتاً اسلام کا غم ہے اور اسلامی شعائر کی فکر ہے بیت المقدس اور مسجد اقصیٰ کا اتنا ہی غم تو اسے سب سے پہلے فلسطین کی آزادی کے لیے آگے بڑھنا چاہیے تھا۔ جب کہ فلسطین اس کے قریب بھی ہے۔ ہمارے فلسطینی مجاہد بھائی تعداد میں کم اور وسائل میں کمزور ہیں۔ اس کے برعکس داعش کہتی ہے کہ ہم ان نہتے اور تعداد میں کم مجاہدین کو بھی قتل کریں گے۔ کیوں کہ وہ ابھی تک امریکا کا مقابلہ نہیں کر سکے ہیں۔ نامعلوم یہ استدلال اور منطق کس بدعقل کی پیداوار ہے؟

حماس کو شہرت اور محبوبیت کا یہ مقام مفت میں نہیں ملا۔ اس کے پس پردہ قربانیاں اور شہادتیں ہیں۔ فلسطین کا دین دار طبقہ حماس کی حمایت کو اپنی نمائندہ تنظیم سمجھتا ہے۔ حماس قیادت کی ایمان داری اور استقامت پر تمام راسخ العقیدہ فلسطینی مسلمانوں کو مکمل اعتماد ہے۔ فلسطین اور دنیا بھر کے مسلمان جانتے ہیں کہ حماس سے قبل آزادی فلسطین کی تحریک قابل ذکر کامیابی حاصل نہیں

کر سکی تھی۔ حماس کے بعد فلسطینیوں نے عسکری اور سفارتی دونوں محاذوں پر قابل ذکر کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ چوں کہ اسلامی دنیا عالمی طاقتوں کے حملوں، قبضے اور وحشیانہ مظالم کا شکار ہے۔ جب کہ اکثر اکثر مسلم حکمران کفار کے حامی ہیں۔ اس لیے دنیا بھر کے مسلمان موجودہ حکمرانوں سے مایوس ہیں۔ سب کی نگاہیں اُن نوجوانوں اور اداروں پر ہیں، جو اپنی جانوں کی قربانی دے کر اسلام اور مسلمانوں کا دفاع کر رہے ہیں۔

داعش کو آغاز میں ایسی ہی ایک تحریک سمجھا گیا۔ اس لیے عراق اور شام کے بہت سے مسلمان اس سے مل گئے۔ جب ان کا سارا زور جہادی تحریکوں کے خاتمے پر صرف ہونے لگا، محض مسلمانوں کا قتل عام اور انہیں مالی نقصان پہنچانا ہی اس تنظیم کا اصل ہدف بنا تو سمجھ دار مسلمانوں کو اس کا اصل چہرہ معلوم ہوگیا۔ داعش نے شام اور عراق میں مجاہدین کے خلاف بہت کارروائیاں کی ہیں۔ ان دونوں ممالک میں مجاہدین کا زور توڑنے کی کوشش کی ہے۔ داعش جہاں بھی مجاہدین کو شکست دیتی، وہاں کفار کو تسلط دے دیتی۔ داعش غزہ پہنچ کر حماس کے زیر اثر علاقوں میں مسلمانوں کی آبادیوں کو بموں سے اڑا سکتی ہے، مگر شام کی سرحد پر موجود اسرائیلی حکومت کے خلاف ایک چھوٹی سی گولی بھی نہیں چلا سکتی۔ گولی چلانا تو دور کی بات، اسرائیل کے خلاف لفظی مذمت تک نہیں کر سکتی۔

غزہ کے ایک جانب سمندر ہے، جس میں ہمیشہ اسرائیلی سمندری فوج موجود رہتی ہے۔ وہ غزہ کے مسلمانوں کو مچھلی کا شکار نہیں کرنے دیتی۔ دوسری جانب مصر ہے، جو اسرائیل سے زیادہ فلسطین کا دشمن ہے۔ دنیا بھر سے آئی ہوئی غذائی امداد اور ادویات صرف اس صورت غزہ تک پہنچتی ہیں، جب اسرائیلی حکومت اجازت دیتی ہے۔ ہر طرف سے محصور ہونے کے باوجود حماس اسرائیلی حکومت کے خلاف جہادی مزاحمت کامیابی سے آگے بڑھا رہی ہے۔ البتہ عراق و شام میں وسیع علاقہ رکھنے والی داعش عراقی تیل کے کنوں سے بہت سا تیل نکال کر بیچ چکی ہے۔ ساری دنیا سے اس کے رابطے ہیں۔ اُسے ہر طرف سے اسلحہ مل رہا ہے۔ اگر داعش کو واقعۃً اسلام کا غم ہے اور اسلامی شعائر کی فکر ہے، بیت المقدس اور مسجد اقصیٰ کا اتنا ہی غم تو اُسے سب سے پہلے فلسطین کی آزادی کے لیے آگے بڑھنا چاہیے تھا۔ جب کہ فلسطین اُس کے قریب بھی ہے۔ ہمارے فلسطینی مجاہد بھائی تعداد میں کم اور وسائل میں کمزور ہیں۔ اس کے برعکس داعش کہتی ہے کہ ہم ان نہتے اور تعداد میں کم مجاہدین کو بھی قتل کریں گے۔ کیوں کہ وہ ابھی تک امریکا کا مقابلہ نہیں کر سکے ہیں۔ نامعلوم یہ استدلال اور منطق کس بدعقل کی پیداوار ہے؟

دنیا بھر کے مسلمان جانتے ہیں کہ غاصب صہیونی حکومت کے خلاف حماس کی مزاحمت دن بدن مضبوط اور منظم ہو رہی ہے۔ یہ اسرائیل، امریکا اور اسرائیل کے حامی ممالک کے لیے تشویش کی بات ہے۔ انہوں نے حماس کو کمزور کرنے اور موجودہ جہاد کو ختم کرنے لیے بہت کوششیں کی ہیں۔ انہوں نے بہت سے ممالک کو بھی اس بات پر مجبور کیا ہے کہ حماس کو ایک دہشت گرد تنظیم قرار دیا جائے۔ اسے ملنے والی امداد بند کی جائے۔ اس کے اکاونٹ منجمد کیے جائیں۔ ان تمام کوششوں کے باوجود حماس استقامت کا پہاڑ بن کر اپنے مؤقف پر کھڑی ہے۔ اب فلسطین میں بھی عراق، شام اور افغانستان والا داعشی فتنہ پیدا کرنے کی کوشش ہو رہی ہے۔

اب داعش کا اصل چہرہ دنیا بھر کے مسلمان دیکھ چکے ہیں۔ غزہ کے مسلمان بہت شدت سے غزہ میں داعش کا داخلہ روکیں گے۔ یہ شیطانی قوتوں کی آلہ کار ناکام ہوگی۔

إن شاء اللہ

موسیٰ فرہاد

امن مذاکرات پر پانی بہادیا

ایک امریکی ویب سائٹ کے تجزیہ نگار بارنٹ روبین نے ذبیح اللہ مجاہد کے خط پر بات کرتے ہوئے لکھا کہ کابل حکومت کی جانب سے امن مذاکرات کی پیش کش پر امارت اسلامیہ نے کہا ہے کہ "اگر امریکا واقعی امن مذاکرات پر یقین رکھتا ہے تو وہ مسائل کے حل کے لیے براہ راست مذاکرات کا راستہ اختیار کرے۔ ہم کسی بھی ملک کے معاملات میں مداخلت نہیں چاہتے اور نہ ہی امریکا سمیت کسی ملک کے ساتھ دشمنی چاہتے ہیں۔ امریکی حکومت، عوام اور پارلیمنٹ کو کئی بار خطوط بھیجنے کا مقصد یہ تھا کہ ہم اپنا واضح پیغام پہنچادیں۔ جب کہ امریکا مذاکرات پر یقین نہیں رکھتا۔ محسوس ہوتا ہے کہ دنیا امریکا سے خوف زدہ ہے۔ البتہ ہم امریکا سے مرعوب نہیں ہیں۔ ہم نے امریکا کا وزن دیکھ لیا ہے۔ امریکا کے ساتھ جنگ کے دوران بہت کچھ سیکھا اور تجربہ کیا۔ افغان قوم ایسی نہیں ہے کہ امریکا کے سامنے سر جھکائے۔ امریکا تمام ممالک پر اپنی اجارہ داری قائم کرنے، ان کے مفادات کا استحصال کرنے، استعماری اہداف کو پروان چڑھانے اور ان کے اندرونی معاملات میں مداخلت کرنے کو اپنا حق سمجھتا ہے۔ افغان قوم کی تاریخ گواہ ہے کہ وہ نہ جھکی ہے نہ بکی ہے۔ ہم امریکا سے مذاکرات کی بھیک نہیں مانگیں گے۔ ہم جنگ کے ذریعے ہی امریکا کو یہاں سے دفع کریں گے۔ امریکی دانش ور اندازہ لگائیں کہ اس جنگ میں کس فریق کو زیادہ نقصان ہوگا اور کون جنگ میں شکست سے دوچار ہوگا؟'

اس رپورٹ پر بہت لوگوں نے تبصرے کیے اور اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ اس تحریر میں چند لوگوں کے تبصرے پیش خدمت ہیں۔ آپ بھی ملاحظہ فرمائیں اور افغان جنگ بارے امریکی عوام کے خیالات کا اندازہ لگائیں کہ وہ اپنی حکومت کے ساتھ ہیں یا اس کے مخالف ہیں۔

- وہ کیوں شیطان کے نمائندے سے بات کریں۔ وہ شیطان کے ساتھ براہ راست بات چیت کریں۔
- ٹرمپ! آپ کبھی بھی جیت نہیں سکتے۔ ہمارے فوجیوں کو واپس اپنے گھر بلائیں۔
- افغانستان ایمپائرز کا قبرستان ہے۔
- ہم اپنے فوجیوں کی مزید لاشیں نہیں دیکھنا چاہتے۔
- یہ کون سی حیرت کی بات ہے؟ (امن مذاکرات پر ٹھنڈا پانی پھیرنا) ہم 16 سال سے ان پر گرم پانی پھینک رہے ہیں۔ وہ اب کیوں ہم پر یقین کریں گے۔ اب ہم اپنی شکست کا اعتراف کرتے ہیں۔ ضروری ہے کہ اب اپنے نوجوانوں اور عورتوں کو گھر واپس بلایا جائے۔
- ہمیں افغانستان سے باہر آنا چاہیے۔ افغان عوام کو اپنے مسائل خود حل کرنے کے لیے انہیں چھوڑ دینا چاہیے۔
- جب بادشاہ سلیمان نے ہیکل سلیمانی بنایا تو دنیا بھر کے تمام حصوں سے مواد لایا گیا، جس سے انہوں نے مکمل کیا۔ افغانستان سے بھی ایک چیز لائی گئی، لیکن معمار اس کو عمارت میں فٹ کرنے سے قاصر ہوگئے۔ جب یہ بات بادشاہ تک پہنچی تو بادشاہ نے کہا: 'کابل' کا معنی ہے 'اچھا، لیکن غیر مفید۔'
- امریکا امارت اسلامیہ پر دباؤ ڈالنا چاہتا ہے؟ جنگ جیتنے کے لیے، انہیں مارنے کے لیے، ان کو مذاکرات کی میز پر بٹھانے کے لیے، لیکن فاتح وہ ہیں۔ ملک کے زیادہ تر رقبے، پہاڑوں اور دیہاتوں پر ان کا کنٹرول ہے۔ وہ اربوں ڈالر ہتھیاروں، ٹینکوں، ہیلی کاپٹروں، ڈرون طیاروں اور دیگر فوجی ساز وسامان پر خرچ نہیں کرتے، پھر بھی وہ جیت رہے ہیں۔ صدر ٹرمپ! فوج کے کمانڈر کو احکامات جاری کریں کہ وہ 48 گھنٹوں میں اپنے فوجی گھر واپس بلائیں۔ یہ کام ایک ہفتے میں کیا جانا چاہیے۔
- آج کی خبر ہے کہ کابل میں آسٹریلوی سفارت خانے کے قریب دھماکے میں ایک بچی جاں بحق ہوگئی۔ ایک درجن سے زائد لوگ زخمی ہوئے۔ مجاہدین دہشت گرد گروپ ہے۔ جیسے داعش، القاعدہ اور نازی وغیرہ۔ مجاہدین کو قتل کر دینا چاہیے، اگرچہ مزید بیس سال لگ جائیں۔ امریکا، نیٹو اور دیگر ممالک مجاہدین کو سہولت فراہم کرتے ہیں کہ وہ پورے ملک پر قبضہ کرلیں، تاکہ یہ دوسرا شمالی کوریا بن جائے۔ کیا نیٹو اس ملک سے نکلنا چاہتی ہے کہ یہ ملک دوبارہ مقتل گاہ میں تبدیل ہو جائے؟ جیسا کہ کمبوڈیا پول پاٹ ہے، جس نے سرخ خمیر دور میں 17 لاکھ افراد کو بھوک اور تشدد سے قتل کیا تھا۔ دنیا کی بڑی قوتوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ مظلوم لوگوں کی حفاظت کریں۔

مندرجہ بالا تبصرے زیادہ تر امریکی حکومت کے ظلم اور قتل وغارت کے خلاف ہیں۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ امریکا اب 2001 والے حالات میں نہیں ہے کہ ہر کوئی خوف یا دیگر وجوہات کی بنا پر اس کی حمایت کرتا تھا۔ اب سب اس کی پالیسی کے مخالف ہیں۔ اس کی شکست پر سب کو یقین ہے۔ حتیٰ کہ امریکی عوام بھی اس بات پر ناراض ہیں کہ امریکی حکمرانوں اور عسکری قیادت نے افغانستان میں جنگ جاری رکھنے کی ناجائز پالیسی اختیار کر رکھی ہے۔ اب وہ وقت دور نہیں کہ جارحیت پسند امریکی جرنیل بھی سوویت یونین کی طرح افغانستان سے ذلت آمیز شکست کے نتیجے میں انخلا کا راستہ اختیار کریں گے۔

ان شاءاللہ

مجاہدین کی بڑھتی مقبولیت

سیف العادل احرار

تاریخ کے مختلف ادوار میں فرنگی سامراج اور سوویت یونین نے افغانستان پر لشکر کشی کی۔ افغان مجاہد عوام نے اپنی لازوال قربانیوں کے نتیجے میں اُنہیں ذلت آمیز شکست دے کر اپنے آباؤاجداد کی تاریخ کی لاج رکھی۔ اسی تسلسل میں اکیسویں صدی کی نام نہاد سپر پاور امریکا نے اپنے وسائل اور ٹیکنالوجی کے بل بوتے افغانستان پر حملے کی حماقت کی اور مجاہدین کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے بلند و بانگ دعوے کیے۔ تاہم اُس نے عالی قدر امیرالمؤمنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کا وہ تاریخی جملہ نظرانداز کر دیا کہ افغانستان پر حملہ کرنا آسان ہے، لیکن اسے فتح کرنا ناممکن ہے۔

صدر بش نے غیر قانونی طور پر جنگ زدہ ملک کے مظلوم اور نہتے عوام پر کروز میزائل اور بی 52 طیاروں سے حملہ کیا۔ چند بے ضمیر اور نام نہاد جہادی رہنماؤں، کمیونسٹ لیڈرز اور سیکولر ایجنٹوں کو کروڑوں ڈالر دے کر اپنا ہموا بنایا۔ ان کے ذریعے امارت اسلامیہ کی مثالی حکومت کا خاتمہ کیا۔ جلد ہی امریکا اور نیٹو کی ڈیڑھ لاکھ قابض فوج کے خلاف امارت اسلامیہ کی قیادت میں افغان قوم نے مزاحمت شروع کر دی، جس کے نتیجے میں گزشتہ 17 برس کے دوران امریکی اور نیٹو فوج کو تاریخی شکست دی۔

آج امریکا اور مغربی میڈیا بھی اس حقیقت کا اعتراف کر رہے ہیں کہ مجاہدین کا اثرورسوخ بڑھ گیا ہے۔ افغانستان کے ستر فیصد رقبے پر ان کا کنٹرول اور اثرورسوخ قائم ہے۔ سیگار نے حال ہی میں افغانستان کی صورتِ حال بارے ایک رپورٹ تیار کی، جو امریکی کانگریس، محکمہ دفاع اور خارجہ کو بھیجی گئی ہے۔ رپورٹ میں اعتراف ہے کہ امریکا افغانستان میں کنٹرول کھو رہا ہے۔ افغان حکومت کے زیر کنٹرول اضلاع کی تعداد مسلسل کم ہو رہی ہے۔

> مجاہدین کے زیر کنٹرول علاقوں میں مکمل امن قائم ہے۔ چوری اور راہزنی کے واقعات کا کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا۔ عام طور پر دیہاتوں میں زمین کی تقسیم پر لوگوں کو مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جن کے حل کے لیے لوگ امارت اسلامیہ کی عدالتوں سے رجوع کرتے ہیں۔ جہاں سے فوری انصاف ملتا ہے۔ کرپشن اور اقربا پروری کا کوئی تصور نہیں ہے۔ حکومت کے زیر کنٹرول علاقوں کے لوگ بھی اپنے مسائل کے حل کے لیے امارت اسلامیہ کی عدالتوں میں پیش ہوتے ہیں۔ عام طور پر بڑے شہروں اور اضلاع میں سرکاری عمارتوں کے علاوہ باقی تمام علاقوں میں مجاہدین کی حکمرانی ہے۔ امارت اسلامیہ کے زیر انتظام علاقوں میں تعلیم، صحت، تعمیر نو، عدلیہ، زراعت سمیت تمام شعبے بحال اور فعال ہیں۔ اغوا برائے تاوان میں ملوث مجرموں کو شرعی عدالت کے فیصلے کے مطابق ہزاروں لوگوں کی موجودگی میں سزا دی جاتی ہے۔ شرعی قوانین کے نفاذ کے باعث مجاہدین کے زیر کنٹرول ستر فیصد علاقوں میں مکمل امن ہے۔

سیگار کی رپورٹ کے مطابق 2017 میں بم دھماکوں اور مجاہدین کے حملوں کے اعداد و شمار 2012 کی نسبت 3 گنا زیادہ ہیں۔ جب کہ افغان فوج کی ہلاکتوں میں بھی کئی گنا اضافہ ہوا ہے۔ سیگار رپورٹ کے مطابق منشیات کے خاتمے کے لیے اربوں ڈالر رقم دی گئی، اس کے باوجود افیون کی پیداوار میں 87 فیصد اضافہ ہوا۔

برطانوی نشریاتی ادارے بی بی سی نے بھی افغانستان بارے ایک چشم کشا رپورٹ شائع کی ہے۔ جس کے مطابق افغانستان کے 70 فیصد علاقوں میں مجاہدین سرگرم اور فعال ہیں۔ افغان حکومت کی عمل داری کابل تک محدود ہو کر رہ گئی ہے۔ بی بی سی کی تحقیق کے مطابق افغانستان میں امریکا کے زیر قیادت اتحادی فوج نے جن

مجاہدین کو شکست دینے کے لیے اربوں ڈالر خرچ کیے، وہ اب 70 فیصد علاقوں میں کھلے عام سرگرم ہیں۔

افغانستان کے طول و عرض میں کئی ماہ تک جاری رہنے والی اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ فی الوقت افغانستان کے 14 اضلاع پر مجاہدین کا مکمل کنٹرول ہے۔ جب کہ 263 اضلاع ایسے ہیں، جہاں وہ سرگرم اور کھلے عام گھومتے پھرتے ہیں۔ یہ تعداد ماضی میں مجاہدین کی طاقت بارے لگائے گئے اندازوں سے کہیں زیادہ ہے۔ بی بی سی کی جانب سے یہ تحقیق 2017 کے اواخر میں کی گئی تھی۔ جس سے افغانستان کے ہر ضلع میں 23 اگست سے 21 نومبر تک سکیورٹی صورتِ حال واضح ہوتی ہے۔ بی بی سی نامہ نگاروں نے تحقیق کے دوران 399 اضلاع میں 1200 مقامی افراد سے بات کی، تاکہ اس عرصے کے دوران مجاہدین کے حملوں کی جامع تصویر کشی کی جا سکے۔ یہ گفتگو بالمشافہ ملاقات میں یا پھر ٹیلی فون پر ہوئی۔ اس سے حاصل ہونے والی معلومات کی کم از کم دو دیگر ذرائع سے بھی تصدیق کی گئی۔ بی بی سی رپورٹ کے نتائج کے مطابق افغانستان میں ڈیڑھ کروڑ افراد ایسے علاقوں میں مقیم ہیں، جو یا تو مجاہدین کے کنٹرول میں ہیں یا وہاں مجاہدین کھلے عام موجود اور تواتر سے حملے کر رہے ہیں۔ رپورٹ کے مطابق مجاہدین افغانستان کے جنوبی علاقوں سے نکل کر اب مشرقی، مغربی اور شمالی حصوں میں بھی جگہ بنا چکے ہیں۔

2014 کے بعد جو علاقے مجاہدین کے قبضے میں آ چکے ہیں، ان میں صوبہ ہلمند کے ضلع سنگین، موسیٰ قلعہ اور ناد علی بھی شامل ہیں۔ جنہیں ماضی میں امریکی اور نیٹو فوج نے شدید لڑائی کے بعد مجاہدین سے نکالا تھا۔

اب یہ بات عالمی اداروں کی طرف سے بھی کہی جا رہی ہے کہ افغانستان پر اشرف غنی حکومت کی گرفت کمزور ہے۔ یہی بات برطانوی نشریاتی ادارے اور امریکی حکام کی الگ الگ رپورٹس میں بتائی گئی ہے۔ جب کہ مجاہدین ستر فیصد افغانستان میں مضبوط ہیں۔ افغانستان کے معاملے پر رپورٹنگ کرنے والے آزاد ادارے نے برطانوی نشریاتی ادارے کی تحقیق کا جائزہ لیتے ہوئے کہا ہے کہ افغان جنگ پر اتنی جامع تحقیق نایاب اور خوش آئند ہے، جس کے نتائج چونکا دینے والے ضرور ہیں، مگر حیران کن نہیں ہیں۔ افغانستان کی تعمیر نو کے لیے اسپیشل انسپکٹر جنرل فار افغانستان ری کنسٹرکشن کی امریکی کانگریس کو پیش کردہ رپورٹ میں انکشاف کیا گیا ہے کہ 2009 سے افغان حکومت کے زیر اثر علاقوں کی تعداد میں کمی ہوئی ہے۔ مجاہدین کا اثر و رسوخ بڑھا ہے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ اگست 2017 میں نئی افغان پالیسی کے اعلان کے بعد افغانستان میں امریکی فضائی حملوں اور چھاپوں میں اضافہ ہوا، مگر اس کے باوجود افغان حکومت کے کنٹرول میں اضافہ نہیں ہو سکا۔

افغانستان کے جن اضلاع پر مجاہدین کا کنٹرول ہے، وہاں کے عوام مجاہدین کی حکمرانی سے خوش اور اطمینان کا اظہار کر رہے ہیں۔

مجاہدین کے زیر کنٹرول علاقوں میں مکمل امن قائم ہے۔ چوری اور راہزنی کے واقعات کا کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا۔ عام طور پر دیہاتوں میں زمین کی تقسیم پر لوگوں کو مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جن کے حل کے لیے لوگ امارت اسلامیہ کی عدالتوں سے رجوع کرتے ہیں۔ جہاں سے فوری انصاف ملتا ہے۔ کرپشن اور اقربا پروری کا کوئی تصور نہیں ہے۔ حکومت کے زیر کنٹرول علاقوں کے لوگ بھی اپنے مسائل کے حل کے لیے امارت اسلامیہ کی عدالتوں میں پیش ہوتے ہیں۔ عام طور پر بڑے شہروں اور اضلاع میں سرکاری عمارتوں کے علاوہ باقی تمام علاقوں میں مجاہدین کی حکمرانی ہے۔ امارت اسلامیہ کے زیر انتظام علاقوں میں تعلیم، صحت، تعمیر نو، عدلیہ، زراعت سمیت تمام شعبے بحال اور فعال ہیں۔ اغوا برائے تاوان میں ملوث مجرموں کو شرعی عدالت کے فیصلے کے مطابق ہزاروں لوگوں کی موجودگی میں سزا دی جاتی ہے۔ شرعی قوانین کے نفاذ کے باعث مجاہدین کے زیر کنٹرول ستر فیصد علاقوں میں مکمل امن ہے۔

اللہ کے فضل و کرم اور مجاہد افغان عوام کی بھرپور حمایت کی بدولت اب ستر فیصد رقبے پر امارت اسلامیہ کا کنٹرول ہے۔ ماضی میں امارت اسلامیہ کی حکومت میں 95 فیصد افغانستان تھا۔ امریکی یلغار کے بعد امارت اسلامیہ کی قیادت میں افغان عوام کی مزاحمت کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے دوبارہ کامیابی عطا کی اور اب آہستہ آہستہ مزید کنٹرول مل رہا ہے۔ لازوال قربانیاں دینے والے عوام ایک بار پھر اسلامی نظام کے نفاذ سے مستفید ہو کر ایک آزاد اور خود مختار ملک میں پُرامن اور خوشحال زندگی بسر کریں گے۔ اللہ تعالیٰ مجاہدین کی قربانیاں قبول فرمائے اور افغان قوم کو ایک بار پھر آزادی کی نعمت سے نوازے۔ امین

امریکا کے چھ ہزار دن!

عبید تنویر

ایسوسی ایٹڈ پریس نے لکھا ہے کہ امریکی فوج کے افغانستان میں چھ ہزار دن مکمل ہو گئے ہیں۔ بالفاظ دیگر چھ ہزار دنوں سے امریکی فوج افغانستان کے مظلوم مسلمانوں پر گولہ و بارود برسا رہی ہے۔ امریکا نے پچھلے 17 سال میں نیٹو اتحاد کے ساتھ افغانستان میں جبر و طاقت کے تمام حربے استعمال کیے ہیں۔ بی باون سے لے کر بموں کی ماں اور فاسفورس بموں سمیت وہ تمام ممنوعہ ہتھیار استعمال کیے، جن کی نہ اقوام متحدہ اجازت دیتی ہے اور نہ ہی دنیا کا کوئی اور قانون اسے روا سمجھتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ ظلم و ستم کے یہ تمام حربے امارت اسلامیہ کو اپنے مؤقف سے ذرا برابر بھی ہٹا سکے ہیں؟ حال ہی میں مشہور امریکی چینل سی بی ایس نے اپنی رپورٹ میں نہایت وضاحت بتایا کہ سترہ سال بعد بھی امریکی اور افغان فوج سیاسی میدان میں شکست کھا چکے ہیں۔ مذکورہ چینل کے اس تجزیے کے مطابق افغانستان کے دیگر صوبوں اور اضلاع کی طرح دارالحکومت کابل بھی اتنا غیر محفوظ ہے کہ 2017 کے آواخر اور 2018 کے آوائل میں امریکی فوج اور ڈپلومیٹک افسرز کو سڑکوں پر آزادانہ طور پر گھومنے کی اجازت نہیں ہے۔ وہ ائیر پورٹ تک جانے کے لیے بھی ہوائی راستہ استعمال کرنے پر مجبور ہیں۔ یاد رہے ائیر پورٹ اور قرار گاہ کے درمیان چند ہی منٹ کا فاصلہ ہے۔

کابل انتظامیہ کے نائب صدر ڈاکٹر عبداللہ نے افغانستان سے روسی انخلا کے 29ویں سال کی مناسبت سے منعقد کی گئی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا "بقیہ افغانستان کو چھوڑ کر دارالحکومت کابل کے امن و امان کی صورت حال یہ ہے کہ امریکی حکام گرین ایریے میں بھی قدم نہیں رکھ سکتے۔ درحقیقت پچھلے چھ ہزار دنوں سے افغانستان میں بدترین شکست کے بعد امریکا اس اسٹیج پر پہنچ گیا ہے کہ وہ اپنی عوام کو مطمئن کر سکتا ہے اور نہ ہی دیگر ممالک کو باور کرا سکتا ہے کہ وہ کس بنیاد پر مزید اس جنگ کو جاری رکھے ہوئے ہے۔

پچھلے سترہ سال سے امریکا کی تمام حکمت عملیاں، دعوے اور پالیسیاں ناکام ثابت ہوئی ہیں۔ اسی لیے امریکی میڈیا اور امریکا کے اہل نظر نے اپنے ملک کے جنرلز اور سیاست دانوں کا کڑا احتساب شروع کیا ہے۔ وہ ان سیاست دانوں اور جنرلز سے پوچھ رہے ہیں کہ سترہ سال سے افغانستان میں موجودگی اور ڈیڑھ ٹریلین ڈالر صرف کرنے کے باوجود ہماری فوج کابل جیسے چھوٹے شہر میں امن وامان قائم کرنے میں کیوں ناکام ہیں؟ لوگوں کی بنیادی ضروریات کیوں پوری نہیں کی گئیں؟ کابل انتظامیہ کو دنیا کی بدعنوان اور کرپٹ حکومتوں کی فہرست سے کیوں نہیں نکالا جا سکا؟ افغانوں کے فقر و فاقہ کی شرح میں مزید اضافہ کیوں ہوا؟ افغانستان سے لاکھوں با استعداد نوجوان بے روزگاری اور بدامنی کے باعث بیرون ملک کیوں جا رہے ہیں؟

ہمیں یقین ہے امریکا اور کابل انتظامیہ کی حالت روز بروز بدترین ہوتی جا رہی ہے۔ ان کے لیے اس کے علاوہ کوئی راستہ نہیں کہ افغانوں کے درمیان قومی، لسانی، مذہبی اور مسلکی اختلافات کو ہوا دے کر ان میں انتشار پیدا کریں۔ یہ سب اس لیے کیا جا رہا ہے، تاکہ افغانوں کے ذہن و فکر کو مصروف کیا جا سکے۔ انہیں یہ سوال کرنے کی فرصت ہی نہ ملے کہ امریکا کب تک ہماری سرزمین پر یوں ہی درندگی جاری رکھے گا؟ امریکا اور اس کے اتحادی یہ بات بخوبی سمجھ لیں کہ وہ زیادہ عرصے تک افغانستان میں اپنے ناپاک عزائم جاری نہیں رکھ سکتے۔ اگر امریکا بارہ ہزار دنوں تک بھی یہاں رہے، تب بھی افغانستان کے مسلمان اسی دلدل میں دھنستے چلے جائیں گے۔ افغان اپنی کامیابی صرف اسلام میں سمجھتے ہیں۔ جب کہ امریکا کی موجودگی میں اسلامی نظام کا نفاذ ممکن ہے اور نہ ہی افغانستان پر آزاد و خود مختار حکومت کا قیام۔

اشرف غنی کی مذاکراتی پیش کش

موسیٰ فرہاد

اشرف غنی نے کابل میں امن کانفرنس سے خطاب کے دوران امارت اسلامیہ کو مذاکرات اور سیز فائر کی پیشکش کرتے ہوئے کچھ تجاویز پیش کیں۔ اگرچہ اشرف غنی نے امارت کے ساتھ غیر مشروط مذاکرات کا اعلان کیا ہے، تاہم انہوں نے سب سے پہلے کچھ نکات ذکر کر کے واضح کیا کہ 'اگر امارت مذاکرات کا راستہ اختیار کرتی ہے تو اُسے اعتماد سازی کے لیے کچھ اقدامات کرنا ہوں گے۔ جن میں سے پہلے نمبر پر افغان حکومت کو تسلیم کرنا ہوگا۔ دوسرا یہ کہ افغان فوج کو مضبوط کرنا ہوگا۔ تیسرا یہ کہ خواتین کے حقوق کی پاس داری کرنا ہوگی۔ چوتھا یہ کہ غیر ملکی گروپوں کے ساتھ تعلقات ختم کرنا ہوں گے۔ اگر امارت اسلامیہ یہ کام کر لیتی ہے تو افغان حکومت بدلے میں امارت اسلامیہ کو ایک سیاسی جماعت کے طور پر تسلیم کر کے اُس کے ساتھ کابل یا کسی دوسرے ملک یا اقوام متحدہ کے دفتر میں غیر مشروط مذاکرات پر آمادہ ہو گی۔ جس میں پاسپورٹ، قیدیوں کی رہائی اور مزید دیگر موضوعات پر بات چیت ہو سکے گی۔'

اشرف غنی کی ان تجاویز کو بعض تجزیہ کاروں نے مشروط پیش کش قرار دیا ہے، جب کہ کچھ تجزیہ کاروں نے اعتماد بحال کرنے کے لیے تکنیکی طور پر ان تجاویز کو شرائط قرار نہیں دیا۔ اشرف غنی کی جانب سے امن مذاکرات کی پیش کش تب سامنے آئی، جب ٹرمپ کی نئی جنگی حکمت عملی کے بعد امن مذاکرات کی تمام امیدیں دم توڑ گئی تھیں۔ خاص طور پر کابل میں مجاہدین کے حملوں کے بعد ٹرمپ نے جو مؤقف اختیار کر کے مذاکرات سے یکسر انکار کیا۔ اشرف غنی نے اس مؤقف کی تائید میں جنگ جاری رکھنے کا اعلان کر دیا۔ اس صورت حال کے بعد امن مذاکرات کے حوالے سے مایوسی چھا گئی تھی۔ 'حنیف اتمر' اشرف غنی کے دست راست سمجھے جاتے ہیں۔ انہوں نے دورہ سعودیہ کے دوران شرق الاوسط اخبار کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ 'امارت اسلامیہ کا دفتر بند کرنے کے لیے وہ قطر حکومت کے ساتھ بات کریں گے۔ ممکن ہے کہ دفتر بند ہو جائے۔' اس سے قبل افغان حکومت کے ایک اور سینئر مشیر رسول سیاف نے بھی دورہ سعودیہ کے دوران مذکورہ اخبار کو انٹرویو دیتے ہوئے بتایا کہ 'امارت اسلامیہ کو قطر میں دفتر دینا افغانستان کے ساتھ زیادتی ہے۔ یہ دفتر بند ہونا چاہیے۔'

دوسری طرف کابل میں امن کونسل کے ارکان نے کہا ہے کہ 'حکومت کے ساتھ قطر دفتر بند کرنے پر اتفاق کیا ہے۔ اگلے چند ہفتوں میں کابل میں علماء کانفرنس کا انعقاد کیا جائے گا تاکہ امارت اسلامیہ کی مزاحمت کو ناجائز قرار دینے کے حوالے سے فتویٰ جاری کیا جا سکے۔' اسی طرح میڈیا اور اعلیٰ حکام کی جانب سے امن کے خلاف منفی پروپیگنڈا کرنے اور ٹرمپ کے اعلان سے پتا چلتا ہے کہ وہ برائے نام مذاکرات کا ڈھونگ رچا رہے ہیں۔ جب کہ درحقیقت وہ جنگ میں اپنی خیر تلاش کر رہے ہیں۔ یہ بات قابل غور ہے کہ کابل حکومت نے اچانک یوٹرن لیتے ہوئے امن مذاکرات کی پیش کش کیوں کی ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ امارت اسلامیہ کی جانب سے امریکی عوام اور کانگریس کے نام شائع ہونے والے خط کے یہ نتائج برآمد ہو رہے ہیں۔

خط میں کانگریس کے امن پسند سینیٹرز اور سول سوسائٹی کو تجویز پیش کی گئی تھی کہ امریکی عوام اپنی حکومت کو افغانستان سے قبضہ ختم کرنے کے لیے مجبور کرے۔ اگر امریکی حکومت کو خدشات لاحق ہیں تو وہ سیاسی دفتر کے رہنماؤں

کے ساتھ مذاکرات کر سکتی ہے۔ اگرچہ حکومت نے اس خط کے جواب میں باضابطہ ردعمل ظاہر نہیں کیا، تاہم یہ ظاہر ہوتا ہے کہ امریکی حکام نے سنجیدگی کے ساتھ حقیقت کا ادراک کیا ہے کہ افغان جنگ جیتنے کا امکان نہیں ہے۔ اس لیے مذاکرات کا راستہ اختیار کرنا بہتر ہے۔ چوں کہ بین الاقوامی سطح پر اس کی حیثیت کو نقصان پہنچتا ہے کہ وہ اپنے سے کمزور فریق (امارت اسلامیہ) کے ساتھ مذاکرات کرلے۔ اس لیے اس نے اتحادی حکومت کے ذریعے کابل امن مذاکرات کا ڈرامہ رچایا ہے۔

اشرف غنی کی تجاویز سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ درحقیقت امریکا سے درآمد ہوئی ہیں، جن میں ناجائز قبضے اور غیر ملکی فوج کے انخلا بارے مکمل خاموشی ہے۔ جب کہ آئین میں ترمیم، پاسپورٹ کی فراہمی، امارت کی سیاسی حیثیت تسلیم کرنا اور اُسے بلیک لسٹ سے نکالنا ایسی تجاویز ہیں، جن سے امریکا کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ اگر امارت اسلامیہ ان تجاویز کو قبول کرتی ہے تو امریکا کی تمام مشکلات حل ہو جائیں گی۔ جب کہ افغان مسئلہ جوں کا توں برقرار رہے گا۔ امریکا سمیت کئی ممالک میں آئین کو تبدیل کرنا نہایت مشکل کام ہے۔ حکومتیں نظام کے ساتھ چلتی ہیں۔ حکومتیں تبدیل ہو جاتی ہیں، لیکن آئین میں چند ترامیم کے علاوہ پورا آئین مسخ نہیں کیا جا سکتا۔ تاہم امریکا کے لیے افغان آئین کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ ڈاکٹر عبداللہ کے لیے چیف ایگزیکٹو کی پوسٹ تخلیق کرنے کے لیے بھی قانون سازی کی گئی تھی۔ گلبدین حکمت یار کے ساتھ مفاہمت کے بعد بھی آئین کا حلیہ مسخ کیا گیا تھا۔ بلخ کے گورنر کمانڈر عطا نور کو ہٹانے کے لیے بھی آئین میں ترمیم کی گئی۔ اب امارت اسلامیہ کو مطمئن کرنے کے لیے قانون میں تبدیلی کا عندیہ دیا گیا ہے۔ درحقیقت افغان مسئلہ امریکی جارحیت ہے۔ یہ تمام مشکلات کی جڑ ہے۔ اشرف غنی کی پیش کش کے جواب میں امارت اسلامیہ نے کوئی ردعمل ظاہر نہیں کیا۔ اگرچہ کابل امن کونسل کے ایک رکن نے امید ظاہر کی ہے کہ وہ امارت کی جانب سے اس پیش کش پر مثبت جواب کی توقع رکھتے ہیں۔

معروضی حقائق یہ ہیں کہ یہ پیش کش امریکی منصوبہ ہے۔ امارت اسلامیہ کا یہ مؤقف پہلے دن سے طے ہے کہ مذاکرات میں سب سے پہلے اور بنیادی چیز امریکی موجودگی اور درندگی پر بات ہوگی۔ جب کہ دیگر مسائل افغانستان کے اندرونی موضوعات ہیں، جن سے امریکا کا کوئی لین دین نہیں ہے۔ چوں کہ امریکا نے بالواسطہ مذاکرات کا راستہ اختیار کیا ہے۔ سردست امریکا کو خود امارت اسلامیہ کے ساتھ بلاواسطہ مذاکرات کرنا ہوں گے۔ امریکی انخلا بارے مذاکرات میں اشرف غنی کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس لیے امارت اسلامیہ نے اُن کی پیش کش پر کوئی ردعمل ظاہر نہیں کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ امارت اسلامیہ پر جنگ مسلط کی گئی ہے۔ وہ اپنی آزادی کے لیے جہاد میں مصروف ہے۔ جب کہ جنگ کے خاتمے کی خواہش سب سے زیادہ مجاہدین کی ہے۔ وہ اس مسئلے کا بنیادی حل چاہتے ہیں۔ امریکی قبضہ ختم کیے بغیر افغان مسئلہ کبھی بھی حل نہیں ہو سکتا۔

امریکا نے افغانستان میں اپنے استعماری اہداف کی تکمیل کے لیے جنگ شروع کی ہے۔ اب اگر وہ مذاکرات کی طرف آ رہا ہے تو اس کے لیے معقول راستہ اختیار کرنے کے بجائے غیر متعلقہ افراد کو ثالث بنا رہا ہے۔ دوسری طرف افغان حکومت پر بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ ذاتی مفادات کو پس پشت ڈال کر قومی، اسلامی اور انسانی ہمدردی کی بنیاد پر قابض قوتوں کی حمایت ختم کرے۔ اگر افغان فوج خود کو امریکی مفادات کی جنگ کا ایندھن نہ بنائیں تو امریکا ایک دن ضرور مجبور ہو کر انخلا کر جائے گا۔ اللہ تعالی کے فضل اور افغان عوام کی لازوال قربانیوں کی بدولت امریکا اور اس کی اتحادی فوج افغانستان میں جس ذلت و شکست کا سامنا کر رہی ہے، یقین ہے کہ بہت جلد ان کا حشر بھی سوویت یونین جیسا ہوگا۔ ان شاءاللہ

نیتن یاہو کا دورہ بھارت

حسن زوی

اسرائیل کے وزیر اعظم بن یامین نیتن یاہو نے رواں سال جنوری کے دوسرے عشرے میں 130 تاجروں کے ساتھ بھارت کا 6 روزہ طویل دورہ کیا تھا، جس میں بھارت کے ساتھ دفاع، تجارت، انرجی، زرعی، ٹیکنالوجی، خلائی تعاون اور مشترکہ فلم میکنگ سمیت بہت سے معاہدے کیے۔ بھارت روانگی سے قبل نیتن یاہو نے کہا کہ 'دنیا کی اہم طاقتوں سے رابطے مضبوط کرنے کے لیے یہ دورہ انتہائی ضروری ہے۔ اس سے اسرائیل کی سکیورٹی، تجارت، معیشت، سیاحت اور صنعت کو بہت فائدہ ہوگا۔' منصوبہ یہ تھا کہ ایئرپورٹ پر نیتن یاہو کے استقبال کے لیے کابینہ کا کوئی رکن جائے گا، مگر اسرائیل سے اپنے تعلقات میں خلوص اور دوستی کا مظاہرہ کرنے کے لیے بھارتی وزیر اعظم سفارتی اقدار توڑ کر خود ایئرپورٹ پہنچ گئے۔ جس پر نیتن یاہو کے آفس نے ان کا بہت شکریہ ادا کیا۔ ایئرپورٹ پر استقبال کے بعد مودی نے اپنی تصویر کے ساتھ اپنے ٹویٹر پیغام میں لکھا کہ میں بھارت آنے پر نیتن یاہو کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ میرے دوست نیتن یاہو! آپ کا دورہ بھارت تاریخی اور بہت خاص ہے۔ دونوں ممالک کی دوستی اس دورے سے مزید مضبوط ہوگی۔

بلاشبہ حالیہ برسوں میں بھارت اور اسرائیل کے تعلقات بہت مضبوط ہوئے ہیں۔ اب یہ دونوں ممالک اہم اتحادی سمجھے جاتے ہیں۔ جب کہ شروع میں ان دونوں کے تعلقات بہت خراب رہے ہیں۔ 1947 میں اسرائیل سامنے آیا تو بھارت نے اس کی حمایت نہیں کی تھی۔ اس کی ظاہری حمایت اور ہمدردی فلسطینیوں کے ساتھ تھی۔ گاندھی کا خیال تھا کہ یہودیوں کا دعوی اور ان کی حکومت بجا ہے، مگر مذہبی بنیاد پر فلسطین کی تقسیم صحیح نہیں ہے۔ یہی وجہ تھی کہ 1948 میں اقوام متحدہ میں فلسطین کی تقسیم کے حوالے سے رائے دہی میں بھارت نے اپنا ووٹ تقسیم کے خلاف دیا تھا۔ 18 ستمبر 1950 کو بھارت نے اسرائیل کو سرکاری سطح پر تسلیم کیا اور اس دور کے وزیر اعظم جواہر لال نہرو نے اپنے سرکاری بیان میں کہا کہ 'اسرائیل روئے زمین پر ایک حقیقت ہے۔ اس حقیقت کا اعتراف کیے بغیر ہمارے پاس چارہ نہیں ہے۔ ہم نے اس حقیقت کا بہت پہلے اعتراف کیا تھا، مگر عرب ممالک سے دوستی کی بنیاد پر اُن کے احساسات کا احترام کرتے ہوئے ہم اس حقیقت کا اعتراف کرنے سے احتراز کرتے رہے۔

جس سال بھارت نے اسرائیل کو تسلیم کیا، اسی سال اسے ممبئی میں سفارت خانہ کھولنے کی بھی اجازت دے دی۔ بھارت نے اسرائیل کو تسلیم کرنے کے باوجود اس کے ساتھ تعلقات برائے نام ہی رکھے۔ خلیجی ممالک کے ساتھ دوستی اور بھارت میں موجود مسلمانوں کی ناراضی سے بچنے کے لیے بھارت اسرائیل کے ساتھ اچھے تعلقات کو وسعت نہیں دے رہا تھا۔ 1990 تک صورت حال ایسی ہی رہی۔ جب 80 کی دہائی کے آواخر میں سوویت یونین افغانستان میں شکست کھا کر ٹوٹا تو سوویت یونین کے بہت سے اتحادیوں سمیت بھارت نے بھی مغرب کے ساتھ اپنے تعلقات وسیع کرنے کی کوششیں شروع کر دیں۔ ان کوششوں میں کامیابی کے لیے اسرائیل سے اچھے تعلقات ہونا ضروری تھے۔ چناں چہ 90 کی دہائی کے آغاز میں اس کے لیے سرگرمی

دکھائی گئی۔ نتیجۃً 1992 میں دونوں ممالک کے درمیان باقاعدہ سفارتی تعلقات کا نیا باب کھل گیا۔ 1999 میں بی جے پی کی حکومت قائم ہوئی تو دونوں ممالک کے سفارتی تعلقات مزید مضبوط ہوگئے۔ جب کارگل کی جنگ میں بھارت کو شکست ہوئی تو بھارت کے دفاعی نظام میں اسرائیل کا کردار بڑھ گیا۔

2000ء میں جسونت سنگھ پہلا بھارتی وزیر خارجہ تھا، جس نے اسرائیل کا دورہ کیا اور 2003 میں ایریل شیرون اسرائیل کا پہلا وزیر اعظم تھا، جس نے بھارت کا دورہ کیا۔ ایریل شیرون کا بھارت میں بہت گرم جوشی سے استقبال کیا گیا۔ نیو دہلی میں انڈیا گیٹ کے نام سے قائم بڑے دروازے پر بھارت اور اسرائیل کے پرچم لہرائے گئے۔ تب بھارتی وزیر اعظم اٹل بہاری واجپائی نے ایریل شیرون کے اس دورے کو دونوں ممالک کے تعلقات کی مضبوطی کا ذریعہ قرار دیا گیا۔ 2006 میں بھارتی کابینہ کے وزراء، ریاستوں کے وزرائے اعلی، صحافیوں اور مختلف اداروں کے نمائندگان پر مشتمل ایک بڑے وفد نے اسرائیل کا دورہ کیا، جس میں نریندر مودی بھی شامل تھے، جب کہ نریندر مودی تب گجرات کے وزیر اعلی تھے۔ اس دورے کے بعد بھارت میں یہ بڑی تبدیلی دیکھنے کو ملی کہ اسرائیل کے مظالم کے خلاف بھارت سے بلند ہونے والی آواز کمزور ہوگئی۔ پچھلے انتخابات میں بھارتیہ جنتا پارٹی نے کامیابی حاصل کی تو نریندر مودی وزیر اعظم بن گئے۔ اس پر نیتن یاہو نے مودی سے ٹیلفونک رابطہ کرکے انہیں مبارک باد دی۔

مودی نے اپنے دورہ امریکا کے موقع پر نیتن یاہو سے علیحدہ طویل ملاقات کی، جس کے بعد بھارت کے اعلی سطحی رہنماؤں کے اسرائیلی دوروں میں اضافہ ہوگیا۔ وزیر داخلہ راج ناتھ سنگھ اور وزیر خارجہ سشما سوراج سمیت 12 وزراء نے 2 مرتبہ اسرائیل کا دورہ کیا۔ کابینہ کے ان وزراء کے علاوہ بھارتی صدر پرناب مکھرجی نے بھی اکتوبر 2015 میں اسرائیل کا دورہ کیا، جہاں ان کا گرم جوشی سے شاندار استقبال کیا گیا۔ یہ کسی بھارتی صدر کا پہلا اسرائیلی دورہ تھا۔ بھارت دنیا کا واحد ملک ہے، جو بڑے پیمانے پر اسرائیل سے عسکری وسائل خریدتا ہے۔ سرحدی حفاظتی نظام، قومی سلامتی اور دہشت گردی کے خاتمے کے لیے بھارت اور اسرائیل کے درمیان اشتراک پایا جاتا ہے۔ اب بھارت نے یہ ارادہ ظاہر کیا ہے کہ اسرائیل سے زمین سے فضا میں مار کرنے والے 113 میزائل خریدے گا۔ گلہ بانی، زراعت، شہروں کو پانی کی فراہمی، سائنس اور انجینئرنگ کے شعبوں میں دونوں ممالک میں تعاون بڑھ رہا ہے۔

عالمی سطح پر اسرائیل کی حالیہ مکمل تنہائی کے ان دنوں میں بھی امریکا کے بعد بھارت اسرائیل کا سب سے بڑا اتحادی سمجھا جاتا ہے۔ 1992ء میں دونوں ممالک کے درمیان سالانہ تجارت کا حجم محض دو سو ملین ڈالر تک تھا، جو 2016 میں 16.4 ارب ڈالر تک پہنچ گیا۔ یہ اسرائیل کے مجموعی تجارتی حجم 40 ارب ڈالر سے کم ہے۔ اس لیے دونوں ممالک چاہتے ہیں کہ آپس کی تجارت میں اضافہ کریں۔ اس بارے دونوں ممالک کے درمیان 2010 میں بات چیت کا آغاز ہوا۔ اب تک اس پر 9 مرتبہ مذاکرات ہو چکے ہیں۔ چوں کہ اسرائیل اور بھارت امریکا کے اہم ترین اتحادی ہیں، اس لیے چین اور روس کا اثر و نفوذ روکنے کے لیے دونوں کی باہمی قربت امریکا کی خواہش ہے۔ اسلام اور مسلمانوں سے دشمنی بھی ان دونوں کی باہمی قربت کا باعث ہے۔ جب اسلامی دنیا آج کی طرح کمزور نہیں تھی تو یہی بھارت اسرائیل کے ساتھ تعلقات بنانے سے احتراز کرتا رہا۔ باوجود یہ کہ بھارت میں انسانی حقوق کی بہت سی تنظیموں نے اسرائیل سے دوستی کی مخالفت کی ہے، مگر مودی حکومت بہت ڈھٹائی سے اسرائیل سے تعلقات بڑھا رہی ہے۔ جب کہ بھارت کو یہ جان لینا چاہیے کہ امریکا دنیا میں سب سے بڑا ناقابل اعتماد دوست ہے۔ جس طرح اس نے پہلے بھی اپنی ضرورت پوری ہونے پر اپنے بہت سے دوستوں کو آدھے راستے میں چھوڑا ہے، اسی طرح وہ بھارت کو بھی چھوڑ دے گا۔ بھارت امریکا کی خوشی اور کچھ مفادات کے لیے اسرائیل کے قریب ہونے جا رہا ہے۔ وہ پوری اسلامی دنیا میں قابل نفرت بن جائے گا جب کہ یہ سودا نفع بخش نہیں ہے۔

افغانستان کو 'شام' بننے سے بچانے والا؟

صلاح الدین صارم

ریاستوں کی جغرافیائی حدود ان کے داخلی سیاسی معاملات میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ دنیا کے کئی ممالک کے اندرونی مسائل اور داخلی انتشار کے تانے بانے کسی نہ کسی قوت کے ساتھ ضرور ملتے ہیں۔ ایسا اس لیے ہے کہ جابر قوتوں کے سیاسی مقاصد کا تحفظ یقینی ہو جائے۔ کئی ممالک اپنی جغرافیائی اہمیت کے پیشِ نظر نہایت اہم ہیں۔ یہی جغرافیائی اہمیت ان کے داخلی انتشار اور سیاسی عدم استحکام کا باعث بھی ہوتی ہے۔ جیسے فلسطین، عراق، کشمیر، کردستان اور شام وغیرہ۔ اقوام متحدہ اور بنیادی انسانی حقوق کے لیے کام کرنے والی تنظیمیں شام میں نہتے عوام پر کیمیائی حملے دیکھنے کے باوجود کچھ نہیں کرتیں۔ کیوں کہ اس انتشار اور انارکی میں بین الاقوامی قوتوں کے مفادات پوشیدہ ہیں۔ اسد حکومت سمیت امریکا، ایران اور روس شام پر بے رحمانہ بمباریاں کر کے اپنی موجودگی برقرار رکھنا چاہتے ہیں۔ افغانستان ان ممالک میں سے ہے جو اپنی جغرافیائی اہمیت کے پیشِ نظر بین الاقوامی قوتوں کے نرغے میں ہے۔ جن عوامل کی بنیاد پر روس اور امریکا نے شام کو میدان جنگ بنا رکھا ہے، وہی عوامل افغانستان میں بھی ہیں۔ یہی وجہ ہے افغانستان پر وہی قوتیں قبضہ جمائے ہوئی ہیں۔

داعش امریکی مفادات کے تحفظ کے لیے بنائی گئی ایک تنظیم ہے۔ افغانستان کے مختلف علاقوں میں اس تنظیم کے اچانک سامنے آنے پر روس بھی تشویش میں مبتلا ہے۔ روسی وزیر خارجہ سرگئی لاوروف نے افغانستان میں نامعلوم اور پراسرار طیاروں کی گردش پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے امریکی حکام سے مطالبہ کیا ہے کہ افغانستان کے شمالی صوبوں میں ان طیاروں سے متعلق معلومات فراہم کی جائیں۔ روسی حکام نے اس سے قبل کابل میں یوناما سے بھی ان طیاروں بارے معلومات لینے کا مطالبہ کیا تھا، لیکن کوئی خاطر خواہ جواب نہیں ملا۔ روسی حکام کا دعویٰ ہے کہ امریکا کابل میں داعشی جنگجوؤں کو اسلحہ اور دیگر سامان فراہم کر رہا ہے۔ اسی طرح کچھ عرصہ قبل صوبہ بدخشان کے سرحدی علاقوں پر بی باون طیاروں کی بمباری نے پڑوسی ممالک کے شبہات کو مزید تقویت دی ہے۔ اسی طرح چین نے بھی اعتراضات اٹھائے ہیں۔ اس جیسے دیگر بہت سے معاملات اس بات کی گواہی دے رہے ہیں کہ افغانستان میں ایک معاہدے کے تحت شام جیسے حالات پیدا کیے جا رہے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ افغانستان کو اس صورتِ حال سے کون نجات دے سکتا ہے؟ اس سوال کے جواب کے لیے یہ سوالات بھی حل طلب ہیں کہ افغانستان کو انارکی اور طوائف الملوکی سے کس نے بچایا ہے؟ ایک مستحکم نظام کی داغ بیل کس نے ڈالی ہے؟ اگر ان سب سوالات کے جواب میں 'امارت اسلامیہ' ہے تو پھر یہ حقیقت بھی ذہن نشین رہنی چاہیے کہ افغانستان کو شام جیسے حالات سے بچانے کا سہرا بھی مجاہدین ہی کے سر ہے۔ افغانستان میں جاری جہاد غاصب قوتوں کے خلاف مزاحمت بھی ہے اور بین الاقوامی سازشوں کے خلاف بند بھی ہے۔ علما، طلبا اور دینی مدارس سے وابستہ لوگ غداری اور خیانت سے کوسوں دور ہوتے ہیں۔ خصوصاً اپنی ملت کے ساتھ نہایت ہی وفادار ہوتے ہیں۔ وہ مادی فوائد کے حصول کے لیے اپنے ملک کے ساتھ غداری نہیں کرتے۔ اگرچہ اس سودے میں ان کا سر ہی کٹ جائے۔ آج ایسے باصفا لوگوں کی خدمات اور وفاداریوں سے چشم پوشی برتی جا رہی ہے۔ البتہ تاریخ صرف حقائق ہی کو اپنے دامن میں جگہ دیتی ہے۔ جب اگلی نسلیں آج کے حقائق کا مطالعہ کریں گی تو انہیں ضرور خراجِ تحسین پیش کریں گی۔ ان شاء اللہ۔

بشیر

بشارالاسد کو بچانے والے

گزشتہ چند ہفتوں سے میڈیا پر شامی شہر غوطہ کے مظلوم سنی مسلمانوں کی خون آلود تصاویر اور ویڈیوز نشر ہو رہی ہیں۔ میری طرح بہت سے لوگ انہیں دیکھنے کی تاب نہیں رکھتے۔ معصوم بچے بڑی بڑی بلڈنگوں کے ملبے تلے دفن ہیں۔یہ بچے کس جرم کے تحت روس، بشار اور امریکی درندگی کے شکار ہیں؟ کبھی کبھی دل میں خیال پیدا ہوتا ہے کہ کیا چنگیز اور ہلاکو خان کا دور پھر سے لوٹ آیا ہے؟ آج کے نام نہاد متمدن وحشی اور ظالم اُن جنگلی وحشیوں سے کئی گنا زیادہ خطرناک ہیں۔ غوطہ کو بشارالاسد کی فوج سمیت ایرانی اور روسی فوج نے بھی محاصرے میں لے رکھا ہے۔ زمینی اور فضائی راستوں سے مظلوم شہریوں پر حملے جاری ہیں۔ایسے وحشیانہ حملوں کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی۔ اس سے قبل عمارتوں اور لوگوں سے بھرے گھروں پر ایسی بے رحمانہ بمباری کسی ظالم نے نہیں کی۔

تصویریں بتاتی ہیں کہ پورے پورے شہر ملیامیٹ ہو گئے ہیں۔ معصوم بچوں کی سوختہ لاشیں عمارتوں کے نیچے دبی پڑی ہیں۔ ذرائع کے مطابق حالیہ بمباری میں اب تک آٹھ سو سے زیادہ افراد شہید اور اتنے ہی زخمی ہیں۔ایرانی، روسی اور اسدی فوجیں غوطہ کو کسی قسم کی امدادی کمک پہنچنے نہیں دیتیں۔ زخمیوں کے علاج کے لیے دوائیاں لے جانے کی اجازت ہے نہ غذائی اجناس مہیا کرنے کی گنجائش ہے۔ منظرِ عام پر آنے والی دردناک ویڈیوز اور تصاویر کے باوجود بھی دنیا خاموش ہے۔ اقوام متحدہ کو معلوم ہی نہیں کہ وہ کس وجہ سے وجود میں لایا گیا تھا۔ کچھ قوتیں صرف لفظی مذمت کر کے اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونا چاہتی ہیں۔ مظالم کی روک تھام کے لیے کوئی عملی اقدام نہیں کیا جارہا۔ اقوام متحدہ کس مرض کی دوا ہے؟ اسی طرح اسلامی ممالک مسلمانوں کے تحفظ کے حوالے سے اپنی کوئی ذمہ داری محسوس ہی نہیں کر رہے۔

پانچ سال قبل 'عرب بہار' کے نام سے بغاوت کی جو لہر اٹھی، اسی وقت شام میں بشارالاسد کے خلاف بھی بغاوت ہو گئی۔ 2011 میں لوگ چوکوں پر آ گئے اور شام میں نافذ 40 سالہ ایمر جنسی کے خاتمے کا مطالبہ کر دیا۔ بشارالاسد نے اُن پر بندوقوں اور ٹینکوں کے دھانے کھول دیے۔ جس کی وجہ سے حالات انتہائی کشیدہ ہو گئے۔ جنگی ماحول پیدا ہونے سے عوام نے فیصلہ کیا کہ جب تک بشارالاسد حکومت سے مستعفی نہیں ہوتے، تب تک ہم جنگ سے پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ بشارالاسد کی فوج تقسیم ہو گئی۔ ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ افراد ہلاک ہو گئے۔ لاکھوں پڑوسی ممالک کی طرف ہجرت کر گئے۔اب بھی 18 ملین لوگ باقی ہیں، جن کی بڑی اکثریت نصیری علوی شیعوں کی ہے۔ قریب تھا کہ بشارالاسد کی حکومت ختم ہو جاتی، مگر 2012 میں ایران کے تعاون سے حزب اللہ نے لبنان سے اپنے جنگجو بھیج دیے۔انہوں نے انتہائی بے دردی سے شامی مسلمانوں کو نشانہ بنایا۔ 2013 میں روسی صدر نے بشارالاسد انتظامیہ کے تعاون سے آپریشن کا آغاز کر دیا۔اب حالت یہ ہے کہ روس اور ایران مل کر بشارالاسد کے لیے کارروائیاں کر رہے ہیں۔جدید اسلحہ استعمال کیا جا رہا ہے۔ مسلمانوں کی نسل ختم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

سوال یہ ہے کہ روس اور ایران کب تک بشارالاسد کا تحفظ کریں گے؟ کیا تب تک، جب تک بشارالاسد کا ایک بھی مخالف زندہ نہ رہے؟ امریکا روسی حملے روکنے میں خود کو ناکام کیوں سمجھتا ہے؟ اس کی ناکامی کی وجہ یہ تو نہیں کہ امریکا بشارالاسد حکومت کو اسرائیل کی بقا کے لیے اہم سمجھتا ہے؟ اسی لیے امریکا چاہتا ہے بشار حکومت جلد ختم نہ ہو۔ مبصرین کے مطابق شام کے موجودہ حالات ان ممالک کے لیے بھی خطرے کی گھنٹی ہیں، جن سے اسرائیل خطرہ محسوس کرتا ہے۔

بے اختیار ایوانِ صدر

حبیب مجاہد

رواں سال فروری کے آواخر میں کابل میں علاقائی صورتِ حال کے موضوع پر ایک کانفرنس منعقد ہوائی۔ اس میں بیس سے زائد ممالک اور تنظیموں نے شرکت کی۔ اشرف غنی نے کانفرنس کے شرکا کو امارت اسلامیہ کے ساتھ مذاکرات کے ارادے سے آگاہ کیا۔ بعد ازاں کانفرنس مجاہدین کے ساتھ غیر مشروط مذاکرات کا اعلان کیا۔ انہوں نے کہا 'افغان حکومت مجاہدین کو غیر مشروط طور پر مذاکرات کی دعوت دیتی ہے۔ اگر مجاہدین مذاکرات کے لیے آمادہ ہیں تو بیرونی قوتوں سے تعلق توڑ دیں۔ خواتین کے حقوق تسلیم کر کے فوج کو مضبوط بنانے کا عزم کریں۔ صلح اور مذاکرات کے لیے سب سے موزوں جگہ کابل ہے۔ اگر کابل میں ممکن نہیں تو دیگر ممالک میں بات چیت کا آغاز کیا جاسکتا ہے۔' انہوں نے مزید کہا 'صلح کے لیے ایک سیاسی قوت کی ضرورت ہے، جو قانون کی رو سے بنیادی اصول و ضوابط تیار کرے۔ انتخاب کے لیے زمینی حقائق کو دیکھتے ہوئے مجاہدین کو سیاسی قوت کے طور پر تسلیم کرنا ہوگا۔

اگرچہ اشرف غنی کے حالیہ بیانات پہلے کی نسبت کافی نرم اور سوچ و بچار کے بعد جاری کیے گئے ہیں۔ البتہ اسی کے ساتھ ان کے بیانات میں دو بنیادی کمزوریاں واضح ہیں۔ پہلی یہ کہ وہ صلح کی بات اس حال میں کر رہے ہیں کہ اس کانفرنس میں قومی سلامتی کے سربراہ ستانک زئی، وزیر دفاع بہرامی اور قومی سلامتی کے مسلح اراکین جنگ اور مقابلے کی باتیں کر رہے تھے۔ علی الاعلان مجاہدین کو دہشت اور علاقائی امن کے لیے سخت خطرہ باور کرا رہے تھے۔ حنیف اتمر نے اسی کانفرنس میں بیرونی دنیا سے پُرزور اپیل کی کہ دہشت گردی کے خلاف جنگ میں ان کا ساتھ دیا جائے۔ دہشت گرد تنظیموں کو روکا جائے۔ اسی طرح قومی سلامتی کے سربراہ ستانکزئی اور وزیر دفاع برمک نے مجاہدین رہنماؤں کی وہ تمام فہرستیں فراہم کر دیں، جو ان کے بقول گزشتہ کئی ماہ پہلے شہید ہو چکے ہیں۔ ایک طرف اشرف غنی کی اپنے ہی کیبنٹ کے متعصب اراکین نے ان کے بیانات کو بے اثر کر دیا ہے اور دوسری طرف صلاح الدین ربانی کے بیانات سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ کابل انتظامیہ مذاکرات بارے منتشر الخیال ہے۔

صلاح الدین ربانی نے کہا کہ افغانستان مشترک مفادات کی حامل مملکت ہے۔ اگر مجاہدین کے ساتھ مذاکرات یک طرفہ ہوں تو اس سے مزید بحران پیدا ہوں گے۔ موصوف کے بیان سے بادی النظر میں یہی ظاہر ہو رہا ہے کہ حکومت میں شامل دیگر قوتیں عبداللہ عبداللہ اور عطانور، اشرف غنی کی افہام و تفہیم والی پالیسی سے متفق نہیں ہیں۔ دوسری بنیادی بات یہ ہے کہ اشرف غنی نے اپنی طویل گفتگو میں اس معمے کی اساسی علت و سبب (بیرونی غاصبین کی موجودگی) کی طرف کوئی اشارہ نہیں کیا۔ شاید ان کا یہ خیال ہو کہ افغان قوم کو اس جنگ کا اصل سبب معلوم نہیں ہے۔ وہ شاید یہ سمجھتے ہیں کہ افغانوں کو اب تک معلوم نہیں کہ انہوں نے ہتھیار کیوں اُٹھا رکھے ہیں۔

افغان صدر خود کو اس خام خیالی سے نکالیں۔ ہر افغان بچہ جانتا ہے کہ افغانستان میں جنگ کا واحد سبب بیرونی غاصبین کی موجودگی ہے۔ اگر وہ آج ہی افغانستان چھوڑ کر چلے جائیں تو مجاہدین اور دیگر افغانوں میں بہت سے مشترکات ہیں، جن پر ان سب کا متفق ہونا کوئی محال یا مشکل نہیں ہے۔ جب تک امریکا افغانستان میں موجود ہے، مسلح جہاد ہرگز نہیں رُک سکتا۔ اس حوالے سے امارت اسلامیہ کا موقف بہت واضح، دو ٹوک اور مبنی بر حقیقت ہے۔ جس دن ڈونلڈ ٹرمپ نے جنگ جاری رکھنے اور مجاہدین کے ساتھ مذاکرات کے خاتمے کا اعلان کیا، اسی دن اشرف غنی نے مذاکرات کے خاتمے اور رواں معرکے کو بزور طاقت سر کرنے کا اعلان کر دیا۔

جب کہ اگلے ہی دن امریکی وزارت خارجہ کی مشیر ایلس ویلز نے بیان دیا کہ مجاہدین کے ساتھ مذاکرات کا امکان بہر حال موجود ہے۔ ان بیانات کے میڈیا پر آنے کے ساتھ ہی اشرف غنی بھی پیش کش کر رہے ہیں کہ ہم مجاہدین کے ساتھ مذاکرات کا آغاز کر رہے ہیں۔ ایوان صدر کے ان بیانات سے ثابت ہوتا ہے کہ جنگ اور مذاکرات کا اختیار امریکا کے پاس ہے۔ ان قوتوں نے ہی افغان جنگ کے شعلے بھڑکا رکھے ہیں۔ یہی قوتیں مالی، عسکری اور اسلحے کے بل بوتے جنگ ختم نہیں کرنا چاہتیں۔ اس صورتِ حال میں اشرف غنی کے ساتھ مکالمہ سوائے ضیاعِ وقت کے کچھ نہیں۔ افغان مسئلہ حل کرنے کے لیے سنجیدگی کے ساتھ جنگ کے اسباب و عوامل کا کھوج لگانا ہوگا۔ امریکا بارے پوچھا جائے کہ وہ کس قانون اور ضابطے کے تحت یہاں آیا ہے؟ اشرف غنی اور دیگر تمام سرکاری حکام یہ حقائق جان لیں کہ جب تک امریکا موجود ہے، تب تک جہاد فرض عین ہے۔ اسی مقدس جہاد کے ذریعے غصب شدہ حقوق اور آزادی کی جنگ جاری رہے گی۔ غاصبین کی موجودگی میں مذاکرات یا صلح کی کوئی بھی کوشش کامیاب نہیں ہو سکتی۔

الخندق آپریشن کا پس منظر

سیف العادل احرار

امارت اسلامیہ نے ہر سال کی طرح رواں موسم بہار کے موقع پر "الخندق آپریشن" کا اعلان کیا ہے۔ امارت اسلامیہ نے 25 اپریل کو صبح سویرے اللہ اکبر کے فلک شگاف نعروں کی گونج میں قابض اور کٹھ پتلی فورسز کے فوجی اڈوں اور چوکیوں پر حملوں کا آغاز کیا۔ گزشتہ سال کے دوران منصوری آپریشن کے تحت مجاہدین نے دشمن کا جینا دوبھر کر دیا تھا۔ ایک اندازے کے مطابق حملے دشمن پر آٹھ ہزار کیے گئے۔ جن میں سیکڑوں قابض فوجی اور ہزاروں کٹھ پتلی اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔ جب کہ اربوں مالیت کے ٹینک، فوجی گاڑیاں اور دیگر عسکری وسائل بھی تباہ ہوئے۔ دشمن نے بھی 2017 کے اختتام پر اس کا اعتراف کیا تھا۔

الخندق آپریشن کا مختصر پس منظر جاننا ضروری ہے۔ اسلام کی پہلی جنگوں میں غزوہ احزاب یا خندق نہایت اہمیت کی حامل جنگ ہے۔ غزوہ بدر میں کفار کی شکست کے بعد 5 ہجری میں دنیا بھر کی تمام طاغوتی قوتوں نے سر جوڑ کر مدینہ منورہ پر چڑھائی کے لیے ایک لشکر تیار کیا۔ اللہ تعالی نے قرآن پاک میں سورۃ الاحزاب میں اس جنگ کا مکمل حال بیان کیا ہے:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَالْمُنَافِقِينَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا (١) وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا (٢) وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا (٣)

اے نبی! اللہ سے ڈرتے رہو اور کافروں اور منافقوں کا کہنا مت مانو۔ بے شک اللہ بہت علم والا، بڑا حکمت والا ہے۔۔ اور تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر جو وحی بھیجی جا رہی ہے، اُس کی پیروی کرو۔ تم جو کچھ کرتے ہو، اللہ یقینی طور پر اُس سے پوری طرح باخبر ہے۔ اور اللہ پر بھروسہ رکھو، اور کام بنانے کے لیے اللہ بالکل کافی ہے۔۔

اللہ تعالی نے کٹھن حالات میں مسلمانوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ اللہ پر توکل اور بھروسہ رکھیں۔ وقتی آزمائش ہوگی، لیکن ان حالات سے نجات ضرور ملے گی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءَتْكُمْ جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا (٩) إِذْ جَاءُوكُم مِّن فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ مِنكُمْ وَإِذْ زَاغَتِ الْأَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّونَ بِاللَّهِ الظُّنُونَا (١٠) هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُونَ وَزُلْزِلُوا زِلْزَالًا شَدِيدًا (١١)

اے ایمان والو! یاد کرو اللہ نے اُس وقت تم پر کیسا انعام کیا جب تم پر بہت سے لشکر چڑھ آئے تھے۔ پھر ہم نے اُن پر ایک آندھی بھی بھیجی، اور ایسے لشکر بھی جو تمہیں نظر نہیں آتے تھے۔ اور تم جو کچھ کر رہے تھے، اللہ اُس کو دیکھ رہا تھا۔ یاد کرو جب وہ تمہارے اُوپر سے بھی چڑھ آئے تھے اور تمہارے نیچے سے بھی، اور جب آنکھیں پتھرا گئی تھیں، اور کلیجے منہ کو آ گئے تھے، اور تم اللہ کے بارے میں طرح طرح کی باتیں سوچنے لگے تھے۔ اس موقع پر ایمان والوں کی بڑی آزمائش ہوئی، اور انہیں ایک سخت بھونچال میں ڈال کر ہلا ڈالا گیا۔

صحابہ کرام کی جماعت پر بھی امتحان آیا۔ طاغوتی قوتوں نے ریاست مدینہ پر چڑھائی کی کوشش کی، صحابہ نے صبر کیا اور مردانہ وار مقابلہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی اور انہیں اس امتحان میں سرخ رُو کیا۔ اگر صحابہ کی طرح مجاہدین بھی ثابت قدم رہیں تو دنیا بھر کی طاغوتی قوتوں کو ضرور شکست ہوگی۔

قُل لَّن يَنفَعَكُمُ الْفِرَارُ إِن فَرَرْتُم مِّنَ الْمَوْتِ أَوِ الْقَتْلِ وَإِذًا لَّا تُمَتَّعُونَ إِلَّا قَلِيلًا (۱۶)

(اے پیغمبر! ان سے) کہہ دو کہ 'اگر تم موت سے یا قتل سے بھاگ بھی جاؤ تو یہ بھاگنا تمہیں کوئی فائدہ نہیں دے گا اور اُس صورت میں تمہیں (زندگی کا) لطف اُٹھانے کا جو موقع دیا جائے گا، وہ تھوڑا ہی سا ہوگا۔

ہمیں فخر ہے کہ امارت اسلامیہ کی قیادت نے 2001 میں عالمی دہشت گرد امریکا کے سامنے سر جھکانے کے بجائے سینہ تان کر چلنے کو ترجیح دی۔ اللہ کے فضل سے آج دشمن بھی مجاہدین کی استقامت اور شجاعت کا اعتراف کر رہا ہے۔ گزشتہ دنوں نیٹو کمانڈر یک کریسٹل نے کہا کہ میں کرزئی سے سو گنا زیادہ ملا محمد عمر کو احترام کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔

مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُم مَّن قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُم مَّن يَنتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا (۲۳)

انہی ایمان والوں میں وہ لوگ بھی ہیں، جنہوں نے اللہ سے جو عہد کیا تھا، اُسے سچا کر دکھایا۔ پھر اُن میں سے کچھ وہ ہیں، جنہوں نے اپنا نذرانہ پورا کر دیا اور کچھ وہ ہیں، جو ابھی انتظار میں ہیں، اور انہوں نے (اپنے ارادوں میں) ذرا سی بھی تبدیلی نہیں کی۔

تمام مجاہدین کو اس بات کی کوشش کرتے رہنا چاہیے کہ انہوں نے اپنی جانوں کے حوالے سے اللہ سے جو عہد باندھ رکھا ہے، اُسے ہر حال میں پورا کریں۔ دو کامیابیاں مقدر ہیں۔ فتح یا شہادت!

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا (۴۱) وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا (۴۲)

اے ایمان والو! اللہ کو خوب کثرت سے یاد کیا کرو۔ اور صبح و شام اُس کی تسبیح کرو۔

جہاد میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے تقویٰ اختیار کرنا اور صبح و شام مسنون دعاؤں، اذکار اور تلاوت کا اہتمام نہایت مفید اور لازمی ہے۔

وَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَالْمُنَافِقِينَ وَدَعْ أَذَاهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا (۴۸)

اور کافروں اور منافقوں کی بات نہ مانو، اور اُن کی طرف سے جو تکلیف پہنچے، اُس کی پروا نہ کرو۔ اور اللہ پر بھروسہ کیے رہو، اور اللہ رکھوالا بننے کے لیے کافی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو تسلی دی ہے کہ مکار دشمن اور زر خرید میڈیا کے پروپیگنڈے پر کان نہ دھریں۔ دشمن سے مرعوب ہونے کے بجائے اللہ تعالیٰ کی مدد اور اس کے وعدوں پر یقین کریں۔ فتح مسلمانوں کو نصیب ہوگی۔ حق اور باطل کی لڑائی میں فتح ہمیشہ حق کو نصیب ہوئی ہے۔ اب بھی باطل کو شکست ہوگی۔ ان شاء اللہ

إِنَّ اللَّهَ لَعَنَ الْكَافِرِينَ وَأَعَدَّ لَهُمْ سَعِيرًا (۶۴)

اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ نے کافروں کو رحمت سے دُور کر دیا ہے۔ اور اُن کے لیے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کی ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا (۷۰)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، اور سیدھی سچی بات کہا کرو۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اپنے بھائیوں کے ساتھ نیک سلوک اور نرمی کرو۔ ہر مجاہد کے لیے ضروری ہے کہ وہ سورۃ الاحزاب کی مکمل تفسیر پڑھے اور اللہ تعالیٰ کی ہدایات اور احکامات پر مکمل عمل درآمد کرے۔ ہمارا یقین ہے کہ اس آزمائش میں مسلمان سرخ رُو ہو جائیں گے۔ اب بھی موجودہ طاغوتی قوتوں کو غزوۂ خندق کی طرح شکست ہوگی اور اسلام ہی غالب رہے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

مراکز صحت کی تباہی جنگی جرم ہے

احمد مختار

افغانستان میں قابض فوج کی جانب سے ایسی کارروائیاں کی جاتی ہیں، جو بین الاقوامی قوانین کے تحت جنگی جرائم کے زمرے میں آتی ہیں۔ تاہم کٹھ پتلی حکومت اور امریکا کے درمیان سکیورٹی معاہدے کے بعد ان میں وسیع پیمانے پر اضافہ ہوا ہے۔ ان جرائم میں عوامی افادیت کے حامل منصوبوں اور مقامات 'اسکولز، مساجد، دینی مدارس' پر قابض امریکی اور اجرتی فورسز کے حملے، رات کے وقت چھاپے، سول آبادی پر فضائی حملے اور شہریوں کا قتل عام شامل ہیں۔ امریکا کے سابق وزیر خارجہ جان کیری کی مداخلت پر افغانستان میں کٹھ پتلی انتظامیہ کے قیام کے بعد جنگی جرائم میں تب اضافہ ہوا، جب امریکا کے ساتھ سکیورٹی معاہدے میں قابض فوج کو ہر قسم کے جرائم کے لیے قانونی جواز فراہم کیا گیا۔

افغانستان میں حملہ آوروں کی مجرمانہ سرگرمیاں ایک تسلسل سے جاری ہیں۔ اسی سلسلے میں پہلا الم ناک واقعہ ستمبر 2015 میں تب پیش آیا، جب امریکی فوج نے قندوز میں ایک بین الاقوامی ادارے کے زیرانتظام غیر سرکاری ہسپتال پر شدید بمباری کی۔ جس کے نتیجے میں ڈاکٹروں سمیت 42 افراد ہلاک اور کئی زخمی ہو گئے تھے۔ قندوز ہسپتال پر امریکی حملے کے بعد امریکی عسکری حکام نے بھی اپنے بھیانک جرم کا اعتراف کیا اور صدر باراک اوباما نے معذرت کی۔ اس واقعے کے بعد قابض امریکی اور افغان فورسز نے صوبہ میدان وردگ کے علاقے تنگی سیدان میں بھی ایک غیر ملکی این جی او کے زیر انتظام چلنے والے ہسپتال پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں متعدد افراد جاں بحق اور چار افراد زخمی ہو گئے۔

قندوز میں ہسپتال پر امریکی حملے کے خلاف بین الاقوامی سطح پر میڈیا میں سخت ردعمل آیا۔ اس کے باوجود بھی کئی بار امریکی اور کٹھ پتلی فورسز کی جانب سے مختلف علاقوں میں صحت کے مراکز کو نشانہ بنایا جاتا رہا ہے۔ حال ہی میں صوبہ پکتیکا کے ضلع نکی میں قابض اور افغان فورسز نے صحت کے تین مراکز تباہ کر دیے ہیں۔ ضلع نکی کے عینی شاہدین کے مطابق امریکی اور افغان کمانڈوز کے فوجیوں نے ضلع نکی کے بازار میں ایک سرکاری کلینک سمیت دو نجی کلینکس اور 100 سے زائد دکانیں منہدم کر دیں۔ مقامی لوگوں کے مطابق 'ڈاکٹر زکیم کلینک' اس علاقے میں زچہ و بچہ علاج کا واحد مرکز تھا جس میں تمام کی سہولیات میسر تھیں، ظالموں نے اسے بھی تباہ کر دیا۔

ضلع نکی کے دکان دار کہتے ہیں کہ قابض اور افغان فورسز نے مشترکہ کارروائی میں 120 دکانیں تباہ کی ہیں۔ کچھ قیمتی سامان بھی لوٹ لیا گیا ہے۔ چوں کہ ضلع نکی کا کنٹرول کافی عرصے سے مجاہدین کے ہاتھ میں ہے، اس لیے امریکی اور ریاستی فورسز نے اس علاقے کے لوگوں کو دہشت گرد قرار دے کر ان کے صحت کے مراکز پر حملے جاری رکھے ہوئے ہیں۔ صحت کے مراکز پر حملے کا مطلب یہ ہے کہ امریکی فوجی افغانستان میں اپنے ظالمانہ اقدامات کے دوران کسی بھی قانون کا احترام نہیں کرتے۔ حالانکہ وہ ایک ایسے ملک 'امریکا' سے تعلق رکھتے ہیں، جو دنیا میں انسانی قوانین کی پاس داری کرنے کی ٹھیکیداری سنبھالے ہوئے ہے۔ امریکی فورسز کی جانب سے جان بوجھ کر افغانستان میں ہسپتالوں اور طبی مراکز کو نشانہ بناتی ہے۔ جب کہ طبی عملے، اہل کاروں اور مریضوں کو مارنا تمام انسانی قوانین اور بین الاقوامی معیاروں کے خلاف اور جنگی جرم سمجھا جاتا ہے۔

جنیوا کنونشن کے آرٹیکل 35 میں واضح لکھا ہے کہ جنگ کے دوران فریقین غیر فوجی مقامات، مریضوں یا زخمیوں کے علاج کے مراکز پر حملے کرنا ممنوع ہے۔ اگرچہ امریکی حکام کا دعوی ہے کہ ان کے فوجی افغانستان میں قانون نافذ کرنے اور ایک قانونی حکومت کی حمایت کے لیے آئے تھے، لیکن افغانستان میں کئی ایسے واقعات ہوئے، جن سے پتا چلتا ہے کہ امریکی فورسز افغانستان کے قوانین اور تسلیم شدہ بین الاقوامی قوانین کی دھجیاں اڑاتی ہے۔ جس کی زندہ مثالیں قندوز، میدان وردگ اور پکتیکا کے ضلع نکی میں صحت کے مراکز پر حملے ہیں۔ انسانی حقوق کے مبصرین اور اقوام متحدہ کے ہیلتھ آرگنائزیشن کو چاہیے کہ وہ اپنی پیشہ ورانہ ذمہ داریوں کا احساس کرتے ہوئے افغانستان میں امریکی فورسز کو صحت کے مراکز پر حملے کرنے سے روکنے میں کردار ادا کریں۔ اسی طرح یوناما وقتاً فوقتاً افغانستان میں شہری ہلاکتوں کی رپورٹیں شائع کرتا ہے، وہ امریکی اور افغان فوج کی جانب سے شہریوں کو نشانہ بنانے کے خلاف آواز اٹھائے۔ ویسے بھی دور دراز علاقے صحت کی سہولیات سے محروم ہیں۔ اگر وہاں دستیاب صحت کے مراکز پر امریکا بمباری کرتا ہے تو پھر دیہی علاقوں میں کوئی بھی صحت کا مرکز تعمیر کرنے کی کوشش نہیں کرے گا۔ جس کے باعث دور دراز علاقوں میں صحت کے مسائل شدت اختیار کرنے سے انسانی بحران پیدا ہو سکتا ہے۔

کٹھ پتلی جنگجو تنظیمیں

شاہد غزنیوال

15 فروری کو کٹھ پتلی وزارت دفاع کے ترجمان جنرل وزیری نے اعلان کیا کہ رواں سال حکومت 45 ہزار اہل کاروں پر مشتمل علاقائی فورس ’مقامی ملیشیا‘ تشکیل دینے کے لیے پُرعزم ہے۔ جس کا مسودہ اشرف غنی نے منظور کرلیا ہے۔ اب وزارت دفاع کی جانب سے اس پر عمل درآمد شروع کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ امریکی یلغار کے پہلے دن سے امریکا نے افغانستان میں خطرناک منصوبوں اور سازشوں کا آغاز کیا ہے۔ تاکہ افغان عوام کے درمیان اختلافات اور غلط فہمیاں پیدا کی جاسکیں۔ وہ گزشتہ سترہ برس سے کبھی پولیس، کبھی اربکی، کبھی لیویز ملیشیا اور کبھی سنگوری ملیشیا کے نام سے اور اب علاقائی فورس کے نام سے جرائم پیشہ عناصر کو جدید ہتھیاروں سے لیس کر کے مجاہدین کے خلاف استعمال کیا جانے لگا ہے۔

امریکی حکام چاہتے ہیں کہ جرائم پیشہ عناصر کے ذریعے افغان عوام کے درمیان گھر گھر تنازعات، افراتفری اور دشمنیاں پیدا کر کے افغانستان پر اپنے ناجائز قبضے کو دوام بخشیں۔ یہ کام سوویت یونین نے بھی افغانستان پر حملہ کرنے کے بعد کیا تھا۔ اس نے جبار قہرمان، عصمت مسلم اور کمیونسٹ دوستم کے ذریعے جرائم پیشہ عناصر کو مسلح کر کے مجاہدین کے خلاف استعمال کیا، جو قابض روسی فوج کے حق میں اور اپنی قوم کے خلاف خوب استعمال ہوئے۔ سوویت یونین کی شکست کے بعد بھی انہوں نے ملک میں فساد جاری رکھنے کی کوشش کی۔ امریکا نے قبضے کے بعد ملیشیا اہل کاروں کو استعمال کیا، انہیں مالی امداد فراہم کی اور اسلحے سے لیس کر کے امارت اسلامیہ کے خلاف زمینی فوج کے طور پر استعمال کیا۔ جب امریکا نے افغانستان پر قبضہ جمایا تو ان اجرتی قاتلوں اور غیر قانونی مسلح جماعتوں کو توہین آمیز ناموں سے یاد کرنے لگا۔ انہیں ہتھیار پھینکنے کا حکم دیا گیا۔ جب امریکی فوج کے خلاف مزاحمت میں تیزی آئی تو امریکا نے مجبور ہو کر انہی دھتکارے ہوئے ڈاکوؤں کو دوسرے نام سے کھڑا کر دیا۔ تاکہ امارت کے خلاف استعمال کیا جاسکے۔

امریکی جنرل ڈیوڈ پیٹریاس نے 2004 میں عراق میں مزاحمت کچلنے کے لیے ’صحوات‘ کے نام سے جنگجو کے دستے تیار کرنے کا تجربہ کیا تھا۔ اس لیے افغانستان میں بھی وہی کہانی دہرانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ امریکی فوج نے اجرتی قاتلوں کا یہ سلسلہ سن 2012 میں صوبہ غزنی کے ضلع اندڑ میں شروع کیا، جن کی قیادت کی ذمہ داری جبار شیلگری، فیضان لونگ اور اسد اللہ خالد کو سونپی گئی۔ انہوں نے قومی ملیشیا کے نام پر چند بھٹکے ہوئے نوجوانوں کو مسلح کر کے مجاہدین کے خلاف بطور ایندھن استعمال کیا۔ یہ سلسلہ آہستہ آہستہ صوبہ غزنی کے ضلع مقر اور قرہ باغ تک پھیل گیا۔ تاہم مجاہدین نے بروقت اس سازش کو بے نقاب کیا اور آخر کار 2017 تک ضلع اندڑ میں ملیشیا کے 700 سے زائد اہل کاروں کو ہلاک کر کے یہ سلسلہ ختم کیا۔ جب کہ زندہ بچ جانے والے اہل کاروں نے مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈال دیے۔

فی الوقت ضلع قرہ باغ کے کچھ علاقوں میں ان کی چوکیاں قائم ہیں، مجاہدین نے اُن کا محاصرہ کر رکھا ہے۔ اب ایک بار پھر مقامی ملیشیا کے نام پر جنگجو عناصر کو مسلح کر کے میدان میں اتارنے کا امریکی منصوبہ آخری مراحل میں ہے۔ امریکا نے افغانستان میں شکست کے بعد ملیشیا کا منصوبہ بنایا اور کٹھ پتلی حکومت کو اس منصوبے پر عمل درآمد شروع کرنے کی ہدایت کی ہے۔ گزشتہ سال اگست میں امریکی صدر ٹرمپ کی جنگی حکمت عملی کے اعلان کے بعد فضائی حملوں اور خصوصی آپریشنز میں اضافہ ہوا ہے، جس کے نتیجے میں بڑی تعداد میں عام شہری شہید اور زخمی ہوئے ہیں۔ تاہم مجاہدین کی سرگرمیوں اور کارروائیوں پر کوئی منفی اثر نہیں پڑا۔ اس کے بعد ٹرمپ نے افغانستان میں مزید امریکی فوجی تعینات کرنے کا اعلان کیا، لیکن یہ منصوبہ بھی ناکام رہا۔ اب وہ دو اہداف کے لیے ملیشیا ایجاد کرنے پر مجبور ہے:

پہلا یہ کہ ملیشیا سازی کے ذریعے کٹھ پتلی حکومت کی حمایت اور تحفظ یقینی بنایا جائے۔ دوسرا یہ کہ ملیشیا کے ذریعے افغانستان میں عبوری جنگ کو دوام بخشا جائے۔

ماضی کے تجربات کی روشنی میں ملیشیا اور عوام کو لڑانے کا تجربہ بہت خطرناک ثابت ہوا ہے۔ دشمن کے دیگر منصوبوں کو ناکام بنانے کی طرح یہ منصوبہ بھی قبل از وقت ناکام بنانا ازحد ضروری ہے۔ تاہم اس کی روک تھام کے لیے مجاہدین کو چند اقدامات کرنا ہوں گے۔ مثلاً مجاہدین اپنے زیر کنٹرول علاقوں میں انتظامی، سکیورٹی، صحت، تعلیم اور دیگر شعبوں میں ممکنہ طور پر دستیاب وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے عوام کی بھرپور خدمت کریں۔ بعض علاقوں میں قوموں کے درمیان زمین کی تقسیم کے مسائل پر تنازعات موجود ہیں، ان کے فوری حل کے لیے شرعی اور عدالتی قوانین کے تحت سرگرمی دکھائی جائے۔ مجاہدین کے زیر کنٹرول علاقوں میں غیر سرکاری تنظیموں کے تعاون سے اسکولز، صحت کے مراکز اور دیگر غیر منافع بخش منصوبے شروع کیے جائیں۔ تاکہ دشمن اس راستے سے عوام پر اثرانداز نہ ہوسکے۔ مجاہدین کو اپنے علاقوں میں شہریوں کے تحفظ کو یقینی بنانے کے لیے کوشش کرنی چاہیے۔ جو لوگ کسی بھی نام سے بدامنی پھیلانے کی کوشش کریں، انہیں عبرت کا نمونہ بنا دیا جائے۔

قوم غفلت سے باہر آئے

محمد عیسیٰ فائز

تاریخ میں درج ہے کہ کٹھ پتلی شاہ شجاع نے مجاہدین رہنماؤں کے سامنے اپنے دادا کی تلوار رکھ کر کہا تھا "اگر آپ لوگ کردار ادا نہیں کریں گے تو میرے ہاتھ اور پاؤں باندھ دیے گئے ہیں۔ جب یعقوب خان پر برطانوی گندمک معاہدے کے لیے دباؤ بڑھا تو انہوں نے دو خیمے نصب کیے۔ ایک پر برطانوی اور دوسرے پر افغانستان کا جھنڈا لہرایا۔ جب ان کے سامنے گندمک معاہدے پر دستخط کرنے کے لیے متن رکھا گیا تو انہوں نے تلخ لہجے میں کہا کہ آپ کو کیا حق حاصل ہے کہ مجھ سے یہ دستخط کرا سکو! انگریز کے وفادار لوگ ان کے خیمے سے نکل گئے۔ یعقوب خان کے سسر سردار یحیٰ خان سے کہا گیا کہ اب آپ کی باری ہے۔ جاؤ اور اپنے داماد کو قائل کرو۔ چوں کہ سردار یحیٰ خان کے انگریزوں کے ساتھ اچھے تعلقات تھے۔ انہوں نے یعقوب خان کے خیمے میں داخل ہو کر کہا کہ آپ کی زندگی خطرے میں ہے۔ آپ کے پورے خاندان کی زندگی کو خطرہ لاحق ہے۔ لہذا اس معاہدے پر دستخط کرو۔ چوں کہ وہ مرعوب ذہنیت کے حامل تھے، اس لیے دھمکی سے خوف زدہ ہو گئے۔ یوں معاہدے پر دستخط لے لیے گئے۔

اسی طرح عبدالرحمن خان نے بھی گارڈن ہاؤس میں مارٹیمر ڈیورنڈ کے ساتھ چالیس دن تک اختلاف جاری رکھا۔ معاہدے پر دستخط نہ کیے۔ مؤرخین کا خیال ہے کہ عبدالرحمن نے زبانی طور پر اس معاہدے سے اتفاق کیا تھا۔ کسی تحریری معاہدے پر دستخط نہیں کیے۔ افغان مؤرخ ڈاکٹر حسن کاکڑ کا کہنا ہے کہ عبدالرحمن خان کے دستخط کا کوئی معاہدہ موجود نہیں ہے۔ تاہم یہ بات واضح ہے کہ ان سب پر بہت زیادہ دباؤ تھا۔ شاہ شجاع پر بھی لاہور معاہدے کا شدید دباؤ تھا۔ 1838 اور اس سے قبل 1834 میں رنجیت سنگھ کے ساتھ معاہدے پر دستخط کرنے کے لیے بھی ان پر دباؤ تھا۔ حتیٰ کہ رنجیت نے کوہ نور الماس ذخیرہ بھی ان سے زبردستی حاصل کیا تھا۔

یہ عجیب بات ہے کہ امریکا اور نیٹو کے ساتھ سکیورٹی معاہدے پر دستخط کرنے کے لیے ہمارے دور کے کٹھ پتلی حکمران کتنے بے تاب ہیں کہ 24 گھنٹے کے اندر دستخط کر کے ملک ان کے حوالے کر دیا۔

جب حکومت نے اس معاہدے پر دستخط کیے تو پارلیمنٹ کے تمام ارکان بھی اس کے حامی تھے۔ اب کبھی کبھار اس معاہدے کو منسوخ کرنے کا واویلا کرتے ہیں، لیکن یہ وہ لوگ ہیں، جنہوں نے معاہدے کے وقت بھی اختلاف کیا تھا۔ جب کہ کچھ ارکان مراعات حاصل کرنے کے لیے اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ یہ معاہدہ افغانستان کی تاریخ کا شرم ناک معاہدہ ہے۔ افغانستان کے پڑوسی ممالک اور عالمی قوتیں افغان عوام کا مستقبل طے کر رہی ہیں۔ افغان عوام لاعلم ہیں۔ بلیک واٹر معدنی ذخائر لوٹنے کے درپے ہے۔ قوم کو احساس نہیں ہے کہ کیا کچھ ہونے والا ہے۔ ان کے معدنیات مختلف بہانوں سے لوٹی جا رہی ہیں۔ امریکا نے نام نہاد دہشت گردی کے خلاف جنگ کی آڑ میں ایک لاکھ بیس ہزار فوجی یہاں لائے۔ سترہ برس سے یہاں کشت و خون کا بازار گرم ہے۔

امریکا کے پاس افغانستان کے حالات کنٹرول کرنے کے لیے کوئی وژن نہیں ہے۔ کبھی کہا جاتا ہے کہ مجاہدین کے ساتھ مذاکرات کیے جائیں۔ کبھی کہتا ہے کہ طاقت کے استعمال سے افغان تنازع حل کیا جائے گا۔ کبھی کابل حکومت کے ساتھ مذاکرات کرانا چاہتا ہے۔ امریکا افغانستان میں اپنی موجودگی کو طول دینے کی کوشش میں ہے۔ افغانستان میں امریکی موجودگی سے خطے میں بے چینی کی لہر پیدا ہو رہی ہے۔ امریکا کو ایشیاء میں چین اور روس سے خوف ہے۔ روس اور چین اقتصادی و عسکری طور پر مضبوط ہو رہے ہیں۔ جس سے امریکا کو تشویش ہے۔ اسی وجہ سے ٹرمپ نے اپنے پالیسی بیان میں ان دونوں ممالک کو اپنے لیے خطرہ قرار دیا۔ امریکا جانتا ہے کہ روس و چین کی وجہ سے اس کی بین الاقوامی حیثیت کو شدید دھچکا لگا ہے۔

چین اور روس کو کمزور کرنے کے لیے امریکا کے پاس افغانستان سب سے سستا اور اہم میدان ہے۔ چین امریکا کی آنکھوں کا کانٹا بن گیا ہے۔ دوسری جانب شام کے مسئلے پر امریکا اور روس کے درمیان بڑھتے ہوئے تنازع نے بھی سیاسی اور سفارتی لحاظ سے امریکا کو جھکنے پر مجبور کیا ہے۔ افغانستان میں امریکی موجودگی میں داعش کا ابھرنا روس، ایران، چین اور دیگر پڑوسی ممالک کے لیے خطرے کی گھنٹی ہے۔ روس نے واضح اعلان کیا ہے کہ افغانستان میں داعش کی سرگرمیوں کے پیچھے امریکا کی معاونت کارفرما ہے۔ یہ روس کی سالمیت کے لیے سنگین خطرہ ہے۔ امریکا نے جوابی وار کرتے ہوئے روس پر الزام لگایا کہ وہ مجاہدین کو اسلحہ فراہم کر رہا ہے، جس کی روس نے سختی سے تردید کرتے ہوئے واضح کیا کہ 'بے بنیاد الزامات لگا کر امریکا داعش کے تعلق سے بری الذمہ نہیں ہو سکتا۔' ایسے حالات گو مگو حالات میں قوم کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنا احساس جگائے اور اپنے مستقبل کے لیے اٹھ کھڑی ہو۔ افغانستان کو قابض قوتوں اور ان کے حواریوں سے نجات دلائی جائے۔

جہاد میں علماء کا کردار

عبدالرحیم ثاقب

افغانستان اپنی جیو پولیٹیکل اہمیت کے باعث ہمیشہ سے دنیا کی جابر اور جارح قوتوں کی تگ و تاز کا میدان رہا ہے۔ جارح قوتیں افغانستان پر اسی لیے جارحیت کرتی ہیں کہ ان کے لیے آگے کی دنیا کو تسخیر کرنا آسان ہو جائے گی۔ انہیں معلوم نہیں کہ افغانستان آنا اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنے کے مترادف ہے۔ افغانستان جیو پولیٹیکل حوالے سے اپنی جو خاص اہمیت رکھتا ہے، اتنا ہی یہاں کے غیور شہری بیرونی قوتوں کے خلاف حساس ہیں۔ ہم نے دیکھا ہے کہ اسکندر مقدونی سے لے کر چنگیز، انگریز اور سوویت یونین تک ساری استعماری قوتیں افغانستان پر قبضے کے لیے یہاں پہنچیں۔ یہاں آ کر اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھیں۔ ان کی مغرور کھوپڑیاں آج بھی افغانستان کی مٹی کا حصہ ہیں۔ افغانستان کے دفاع اور یہاں سے جارحیت پسندوں کے انخلا میں علمائے کا کردار بہت اہمیت رکھتا ہے۔

تاریخی لحاظ سے افغانستان کی آزادی اور دفاع کے جنگ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ان جنگوں میں علماء کا خاص کردار رہا ہے۔ وہ خود بھی استعمار کے خلاف جہاد میں شہید ہوئے اور اپنے عوام کو بھی اپنے دین، عقیدے اور سرزمین کے دفاع اور سرفروشی کا درس دیا۔ انگریزوں کے خلاف جنگ کے دوران معروف غازیوں 'ہڈی ملا صاحب، ملا مشک عالم، ترنگ زو حاجی صاحب' اور سوویت جارحیت پسندوں کے خلاف 'مولوی محمد یونس خالص، مولوی محمد نبی محمدی، مولوی نصراللہ منصور، ملا نسیم اخوند، مولوی شفیع اللہ شہید' سمیت ہزاروں علماء ہیں، جنہوں نے دین و ملت کی آزادی کے لیے اپنا تن من دھن قربان کیا۔ امریکا اور عالمی صلیبی اتحاد کے خلاف جہاد کی ذمہ داری اور قیادت بھی علماء کے پاس ہے۔ امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ، شیخ المجاہدین مولانا جلال الدین حقانی حفظہ اللہ، امیر المؤمنین ملا اختر محمد منصور شہید، ملا عبیداللہ شہید، ملا عبدالسلام شہید، ملا سیف الرحمن منصور شہید، ملا داد اللہ شہید، مولوی دوست محمد شہید' سمیت ہزاروں سرفروش علماء مثال کے طور پر ذکر کیے جا سکتے ہیں۔

علماء کی فضیلت اور اہمیت کے حوالے سے قرآن کریم میں متعدد آیات اور احادیث نبوی میں بہت سی روایات آئی ہیں۔ انہیں ہدایت اور اسلامی امت کی رہنمائی کے ستارے قرار دیا گیا ہے۔ جہاد اور مقدس مقامات کے دفاع کی ذمہ داری ایک شرعی فریضہ ہے۔ یہ تب درست طرح سے انجام دیا جا سکتا ہے، جب قوم کی قیادت علماء کے ہاتھ میں ہو۔ علمائے حق کی اہمیت تب اچھی طرح پہچانی جا سکتی ہے، جب افغانستان میں جہاد کی قیادت میں کچھ ایسے لوگ دکھائی دیتے ہیں، جو بظاہر خود کو عالم قرار دیتے ہیں۔ جب کہ حقیقت میں وہ اسلام اور جہاد کی روح سے بے خبر ہیں۔ یہ لوگ اپنی خواہش کے مطابق کسی چیز کو حلال اور کسی کو حرام قرار دیتے ہیں۔ اسلامی احکامات کے فقہی پہلو سے نابلد ہیں۔ دیکھا گیا ہے کہ ان جاہل حکام کی غلط حرکتوں اور فکری انحراف کی وجہ سے عوام کے ڈیڑھ ملین شہداء کی قربانی ضائع ہوئی تھی۔ جہاد فساد میں بدل گیا اور بہت سے معاملات میں اسی جاہل قیادت کی وجہ سے مسلمان اپنے دین اور جہاد سے منحرف ہوئے۔ البتہ جب دنیا نے دیکھا کے جہاد اور قوم کی قیادت علمائے حق کے ہاتھ میں آئی، تب سے افغانستان امن و امان کا مرکز بن گیا تھا۔

چوں کہ جہاد ایک شرعی فریضہ ہے۔ اسلام کے تمام احکام کا محور ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ جہادی قیادت بھی علماء کے پاس ہو۔ کیوں کہ یہی علماء جہاد کے فرائض، واجبات، مستحبات اور نواقض کے حوالے سے آگاہی رکھتے ہیں۔ جہادی صف میں علماء کی موجودگی ہی سے یہ صف متحد اور پاک صاف رہ سکتی ہے۔ قیادت علماء کے ہاتھ میں ہونے سے قوم کا روشن مستقبل محفوظ رہتا ہے۔ اب جب کہ صلیبی جارحیت پسندوں کی جانب سے مدارس کو نشانہ بنایا جا رہا ہے تو یہ مستقبل میں بہت منفی اثرات دکھائے گا۔ اس حوالے سے حتی الامکان حقیقی اور تکنیکی تدابیر پر غور کیا جانا چاہیے۔ امریکا جانتا ہے کہ دینی مدارس جہاد کی تازگی کے لیے چشموں کی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے تمام تر امکانات کے ساتھ ان علمی منابع کو ختم کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ جہاد کی ذمہ دار قیادت نے جس طرح اب تک مزاحمت اور تحریک کو منتشر یا ختم کرنے کی ہر صلیبی سازش کا مقابلہ کیا ہے، وہ مدارس بارے امریکی خطرناک سازش کی جانب بھی متوجہ رہی ہے۔ وہ مدارس کی حفاظت کے لیے پُرعزم ہے۔

استعمار کے ناجائز بچے

ذوالکلام

اکیسویں صدی کے آغاز سے بین الاقوامی سیاست نے نیارخ لیا ہے۔ مغرب نے دنیا کو ایک نئی تہذیب سے آشنا کیا اور اس تہذیب کو آفاقی بنانے پر پورا زور لگا دیا۔ تہذیب کے نام پر اس نئے معرکے کا تعلق صرف تہذیب وثقافت تک محدود ہوتا تو ایک بات تھی۔ دنیا میں دیگر کئی تہذیبیں ہیں، جو ایک عرصے سے اپنا وجود رکھتی ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ مغرب نے اس تہذیب کو باقاعدہ ایک مکمل دین کی حیثیت دے رکھی ہے۔ جس سے بغاوت کی صورت میں باغی قابلِ گرفت سمجھا جاتا ہے۔ اسی تہذیب نے دنیا کو دائیں اور بائیں بازو میں تقسیم کیا ہے۔ ایک طبقہ مذہب پسند اور روایت پسند رہے، جب کہ دوسرا طبقہ جدت پسند یا جدت پرست ہے۔ اس جدت پرست طبقے کے بطن سے سیکولر اور لبرلز نے جنم لیا۔ یہ دونوں طبقات نہایت ہی بے دین اور مذہب بے زار طبقے ہیں۔ دنیا بھر کے مظلوم ومقہور مسلمانوں کے حق میں آواز بلند کرنے کے بجائے ہمیشہ استعمار کی بغل میں کھڑے نظر آتے ہیں۔

گزشتہ دنوں قندوز میں دینی مدرسے پر نہایت وحشت ناک بمباری کے بعد سیکولر طبقے کا جو ردعمل سامنے آیا، وہ نہایت شرم ناک ہے۔ ان کا ردعمل استعمار کے ہاتھ مضبوط کر رہا ہے اور وہ بطور دلیل دنیا کے سامنے پیش کر رہے ہیں کہ مسلمانوں ہی کا موقف ہے کہ قندوز بلکہ پچھلے سترہ سالوں سے افغانستان میں ٹھیک ہو رہا ہے۔ قندوز حملے کے بعد یہی سیکولر طبقہ نہایت گھسے پٹے الزامات دہرا کر مسلمانوں کے ذہنوں میں زہر گھول رہے ہیں۔ یہ طبقہ مختلف شعبوں میں اپنا وجود رکھتا ہے۔ البتہ یہ میڈیا میں ضرورت سے زیادہ ہی ملوث ہے۔ یہی وجہ ہے سچائی کی پیشکش میں پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کا کردار نہایت مایوس کن رہا ہے۔ کسی بھی تعلیمی ادارے پر دنیا کے کسی بھی قانون میں حملہ کرنے کا جواز موجود نہیں ہے۔ تعلیمی اداروں کی تحفظ ہر کوئی ضروری سمجھتا ہے۔ سوشل میڈیا میں موجود لبرلز کا ایک بہت بڑا طبقہ سانحہ قندوز پر خوشی کے شادیانے بجا رہا ہے۔ اس کا موقف ہے کہ مدرسے میں مجاہدین قیادت موجود تھی۔ اس لیے انہیں نشانہ بنانا جائز ہی نہیں، کارِ ثواب ہے۔ چوں کہ مجاہدین بچوں کو مار رہے ہیں۔ اس لیے انہیں اس حملے سے اندازہ ہو جائے گا کہ بچوں کو مارنا کتنا اندوہ ناک فعل ہے۔

اولاً کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ اس مدرسے میں مجاہدین کی قیادت موجود تھی۔ سوشل میڈیا پر وہ ویڈیوز بھی گردش کر رہی ہیں، جن میں جلسہ گاہ میں موجود ایک شخص حلفاً اس بات کی سختی سے تردید کر رہا ہے کہ مدرسے میں کوئی بھی مجاہد موجود نہیں تھا۔ بالفرض اگر مجاہدین کی قیادت موجود تھی تو پھر بم باری کی زد میں آنے والے مجاہدین کی تصاویر منظرِ عام پر کیوں نہیں لائی گئیں؟ دوسری بات یہ کہ کوئی ایک واقعہ بطور ثبوت پیش نہیں کیا جاسکتا، جن میں مجاہدین نے بچوں کو نشانہ بنایا ہو۔ امارتِ اسلامیہ کی ہدایات کے مطابق مجاہدین عوامی آبادی کے قریب بھی حملوں سے احتیاط برتتے ہیں۔ کچھ عرصہ قبل کابل کے کانٹی نینٹل ہوٹل پر دھماکے کے دوران وہاں موجود ناظرین نے یہ حقیقت میڈیا کے ذریعے دیکھ لی تھی کہ مجاہدین حملوں کے وقت برابر یہی آوازیں بلند کر رہے تھے کہ 'افغان ہٹ جائے۔ یہ آپریشن بیرونی غاصبین کے خلاف ہے۔' اندازہ کیجیے، جب حالت جنگ میں اتنی احتیاط برتی جاتی ہے تو پھر اس الزام کی قلعی خود بخود کھل جاتی ہے کہ مجاہدین بچوں کو مار رہے ہیں۔ ایک دوسری بات جسے نہایت شد ومد سے پیش کیا جاتا ہے کہ سوشل میڈیا پر گردش کرتی سب تصاویر جعلی ہیں۔ جسے نامعلوم جگہ سے اُٹھا کر قندوز دھماکے کے ساتھ نتھی کیا گیا ہے۔ ایسا دنیا کی حمایت حاصل کرنے کے لیے کیا جارہا ہے۔

یہ نہایت گھسا پٹا الزام ہے، جسے دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لیے استعمال کیا جارہا ہے۔

اگر کوئی اتنی واضح حقیقت کا بھی انکاری ہے تو اس کی عقل کا ماتم ہی کیا جاسکتا ہے۔ ان قوتوں کا اس خاص موقع پر متحرک ہونے کا اصل مقصد یہ ہے کہ تصاویر کو جعلی قرار دے کر یا کسی اور طرح دور کی کوڑی لا کر دنیا کی توجہ اس عظیم سانحہ سے ہٹائی جائے۔ یہ لوگ سامراج کے ناجائز بچے ہیں۔

مصری ڈاکٹر

حفیظ الدین پیرزادہ

میں اپنی چھوٹی بیٹی کو ویکسین لگوانے کے لیے ہسپتال لے گیا تو ڈاکٹر عبدالرحمن سے سامنا ہوا۔ سلام دعا ہوئی۔ ڈاکٹر صاحب آڈیو تلاوت سن رہے تھے۔ وہ مکمل کلین شیو تھے۔ البتہ ان کے چہرے پر ایمان کا نور واضح نظر آرہا تھا۔ پیشانی پر سجدے کا اثر نمایاں تھا۔ ڈاکٹر ویکسین تیار کرتے ہوئے میرے ساتھ باتوں میں بھی مصروف تھے۔ امت کی حالت زار، بالخصوص بیت المقدس کی تازہ ترین صورت حال پر کافی رنجیدہ تھے۔ میں نے پوچھا آپ فلسطین کے ہیں؟

کہنے لگے کہ میں تو مصر کا ہوں، لیکن بیت المقدس تو پوری امت کا قبلہ ہے۔ مسلمان جہاں بھی ہو، اُسے بیت المقدس کے لیے فکر مند رہنا چاہیے۔ وہ کہہ رہے تھے کہ ہم عربوں نے اپنے رب کو بھلا کر مغربی تہذیب اپنالی ہے۔ اللہ تعالی نے ہمیں ایسا ذلیل کیا کہ ہم سے اپنا آپ نہیں پہچانا جاتا۔ ہم اور ہمارے بڑوں نے اسلامی تشخص کو ختم کر دیا ہے۔ اب ہم کسی قوم میں شمار نہیں ہوتے۔ اپنا تشخص بھول جانے کی طرف قرآن کریم نے اشارہ فرمایا ہے:

ولا تکونوا کالذین نسوا اللہ فأنساھم أنفسھم أولئك ھم الفاسقون

اور تم اُن جیسا نہ ہو جانا جو اللہ کو بھول بیٹھے تو اللہ نے اُنہیں خود اپنے آپ سے غافل کر دیا۔ وہی لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

ڈاکٹر صاحب کہنے لگے 'جس طرح ہم نے اللہ تعالی کو بھلا دیا، اسی طرح اللہ نے بھی ہمیں اپنے تشخص سے غافل کر دیا۔ اور یوں عربوں کی نسبت ایک فیصد وجود بھی نہ رکھنے والے اسرائیلی ہم پر حکمرانی کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے بچی کو ویکسین لگائی اور پھر کہا: کاش ہمارے مصر میں مجاہدین کی طرح کے اسلام پرست مسلمان ہوتے تو اسرائیل کو کبھی بھی بیت المقدس کو اسرائیلی دارالحکومت قرار دینے کی جرأت نہ ہوتی۔' ڈاکٹر صاحب کو یہ تو معلوم تھا کہ میں مسلمان ہوں۔ البتہ یہ علم نہیں تھا کہ میں افغانی بھی ہوں۔ میں نے استفسار کیا: آپ کو مجاہدین بارے معلومات ہیں؟ انہوں نے ٹھنڈی آہ بھری اور کہا کہ 'کچھ زیادہ نہیں، فقط اتنا معلوم ہے کہ وہ (مجاہدین) افغان ہیں اور ان کے آباء و اجداد نے ایسے وقت میں انگریز سامراج کو شکست دی، جب تمام دنیا کے مسلمان انگریز سے ذہناً مغلوب تھے۔ سامراج کے خلاف مقابلہ ان کے لیے ناممکن تھا۔

تب مغرب سمیت کسی قوت میں بھی سویت یونین کے خلاف مقابلے کی سکت نہیں تھی۔ اُنہی مجاہدین کی نسلوں نے آج امریکا کو بدترین شکست سے دوچار کیا ہے۔ اس بدبخت امریکا کو ہمارے حکمرانوں نے خدا کا درجہ دے رکھا ہے۔ یہ مجاہدین ہی ہیں، جو امت مسلمہ کے زخمی جسم کو سنبھالے ہوئے ہیں۔'

میں کلینک سے نکلا تو مجھے مرحوم غنی خان کا ایک شعر یاد آرہا تھا، جس کا مفہوم کچھ یوں ہے:

اے اللہ! صد شکر کہ مجھے ایک غیرت مند قوم میں پیدا کیا اور میں اس قوم کے جسم کا ایک عضو ہوں۔

ملا محمود

زورِ بازو آزما

ہاتھ کانپ رہے ہیں۔ دل خون کے آنسو رو رہا ہے۔ الفاظ گم اور طاقتِ فریاد شل ہے۔ افغانستان کے صوبہ قندوز کے ضلع دشت آرچی میں ایک مدرسے میں جاری دستار بندی کی تقریب پر افغان حکومت کی جانب سے ڈرون طیاروں کی بم باری کے نتیجے میں کم از کم 101 معصوم بچے شہید، جب کہ 200 سے زائد زخمی ہوئے۔ اس سانحے نے چہار سو دنیا کو ماتم کدہ بنادیا۔ پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا پر دن رات جھوٹ گھڑنے اور مغرب کے لیے نمک حلالی کا حق ادا کرنے والے صحافیوں کو تو گویا سانپ سونگھ گیا ہے۔ ان سے خیر کی توقع کیسے رکھی جائے کہ اس سانحے کے اگلے دن بی بی سی اردو نے رات آٹھ بجے کے سیر بین میں اس عظیم سانحے کی خبر کچھ اس طرح سے سنائی:

'افغانستان کے صوبہ قندوز میں ایک مدرسے پر بم باری میں تیس سے زائد شدت پسند ہلاک ہوگئے۔

البتہ سوشل میڈیا پر درد دل رکھنے والے مسلمانوں نے اس کھلی جارحیت اور ظلم و سربریت کے خلاف آواز اٹھاکر ان معصوم بچوں کے لیے بھرپور مہم چلائی۔ سانحہ قندوز کے بعد سوشل میڈیا پر معصوم بچوں کی خون میں لت پت تصاویر دیکھ کر جو صورتِ حال ہوگئی ہے، بخدا بیان سے باہر ہے۔ یہ معصوم بچے سالوں کی مشقت کے بعد قرآن کریم کو سینے میں محفوظ کرکے اپنے گھروں کو لوٹ رہے تھے۔ ان کا جرم یہ تھا کہ انہوں نے اللہ کی کتاب اپنے سینوں میں محفوظ کی تھی۔ اگر ان بچوں کا لباس انگریزی تعلیمی اداروں میں پڑھنے والے بچوں جیسا ہوتا تو دنیا بھر کی این جی اوز، طاغوتی قوتیں اور استعمار کے سبھی ناجائز بچے ان کے دفاع میں کود پڑتے۔ انہیں مظلوم ثابت کرنے کی بھرپور کوشش کرتے۔ چوں کہ وہ مدرسے میں پڑھنے والے بچے تھے۔ اس لیے پورا زور لگا کر بھی ہم ان شہداء کو انسان ثابت کرنے میں ناکام رہیں گے۔ سوشل میڈیا پر جو تصاویر اپ لوڈ کی گئیں، ان میں ایک چھوٹی بچی کھڑی رو رہی ہے۔ اس بچی کے ہاتھ میں چند پھول اور ایک بسکٹ ہے۔ یہ ننھا سا تحفہ وہ اپنے بھائی کے لیے لے کر آئی تھی۔ اسے کیا معلوم تھا کہ میرا بھائی ان پھولوں کو قبول لنے کے بجائے بہشت میں فرشتوں کے ہاتھوں اس سے کہیں بہتر تحفے قبول کرنے جا رہا ہے۔

یہ دل دوز سانحہ مسلم حکمرانوں کے منہ پر طمانچہ ہے۔ یہ سرمایہ دارانہ نظام کے انسان دوستی کے کھوکھلے نعروں کی حقیقت واشگاف کر رہا ہے۔ اقوام متحدہ کی خاموشی پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ جو بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لیوا ہوگا، اسے مار دیا جائے گا۔ او آئی سی تو ویسے بھی طویل عرصے سے آئی سی یو میں زندگی اور موت کی کش مکش میں ہے۔ مجال ہے کہ وہ اسلامی دنیا کو درپیش کسی بھی مسئلے پر لب کشائی کر لے۔ یہ کرب ناک صورتِ ہے کہ کسی بھی اسلامی ملک پر کوئی آفت آتی ہے تو دیگر اسلامی ممالک اسے متعلقہ ملک ہی کا مسئلہ سمجھ کر پتلی گلی سے نکل جاتے ہیں۔ کیوں کہ نام نہاد جمہوری اور قومی ریاستوں کی بنیاد ہی یہی ہے کہ اسلامی ممالک ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک نہ ہوں۔ بوقت ضرورت ایک دوسرے کی مدد نہ کر سکیں۔ جب کہ مغرب کی خواہش بھی یہی ہے کہ اسلامی کا مستقل بلاک نہ بن سکے۔ اگر یہ بلاک بن گیا تو اسی دن تمام اسلامی دنیا سے مغرب کا بوریا بستر گول ہو جائے گا۔ جس سے مغرب کی سیاسی موت واقع جائے ہوگی۔ حالانکہ مسلمان کی شان تو یہ ہے ؎

اخوت اس کو کہتے ہیں، چبھے جو کانٹا کابل میں
تو ہندوستاں کا ہر پیر و جواں بے تاب ہو جائے

مجاہدین دنیا کے جس کونے میں بھی ہیں، استعمار اور طاغوتی قوتوں کے خلاف دستیاب وسائل اور خداداد صلاحیتوں جہاد کریں۔ اس صورتِ حال پر آنسو بہانے اور فریاد کرنے کے بجائے زورِ بازو آزمانے کی ضرورت ہے ؎

زورِ بازو آزما شکوہ نہ کر صیاد سے
آج تک کوئی قفس ٹوٹا نہیں فریاد سے

الخندق آپریشن

قاری حبیب اللہ مجاہد

امارت اسلامیہ نے 25 اپریل کو الخندق آپریشن کے نام سے نئی جہادی کارروائیوں کا اعلان کیا۔ نئی کارروائیوں کا اعلان ایسے وقت کیا گیا کہ افغانستان میں جہادی صورت حال حساس مرحلے میں داخل ہوگئی ہے۔ رواں سال اس لیے بھی نہایت اہم ہے کہ اس میں امریکی حکمت عملی کو جانچا جائے گا۔ یہ پالیسی امریکا اور اس کے حواریوں کی امید کی آخری کرن ہے۔ صدر ٹرمپ نے گزشتہ سال اگست میں بڑے غرور کے ساتھ نئی حکمت عملی کا اعلان کیا تھا۔ اب اس پالیسی کے نو ماہ مکمل ہونے کو ہیں، تاہم میدان جنگ میں کامیابی کے امکانات نا ہونے کے برابر ہیں۔ گزشتہ نو ماہ کے دوران قابض امریکا اور کٹھ پتلی فوج نے مجاہدین کے زیر کنٹرول کسی ضلع یا علاقے پر قبضہ کیا ہے اور نہ ہی مجاہدین کو قابل ذکر نقصان پہنچایا ہے۔ اس کے برعکس مجاہدین کے حملوں میں تیزی آئی ہے، جس کا دشمن نے بھی اعتراف کیا ہے۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ ٹرمپ کی حکمت عملی بری طرح ناکام ہوچکی ہے۔

> اگر مجاہدین کے بلند حوصلے اور عزائم کے مقابلے میں دشمن کی پریشان صورت حال کا جائزہ لیا جائے تو امید ہے اللہ تعالی دشمن کو شرم ناک شکست سے دوچار کرکے ہمیشہ کے لیے سرنگوں کرے گا۔ موجودہ فاسد اور فرسودہ نظام کے خاتمے کے تمام اقدامات مکمل ہوچکے ہیں۔ کٹھ پتلی حکومت کرپٹ نظام کو بچانے کی صلاحیت سے محروم ہے۔ امارت اسلامیہ بدعنوان حکومت کے خاتمے کے لیے جہاد میں مصروف ہے۔ مجاہدین کے حملوں میں شدت آئی ہے۔ مجاہدین نے الخندق آپریشن کے بعد مختلف صوبوں میں اضلاع، فوجی اڈوں اور درجنوں چوکیوں پر اپنا کنٹرول قائم کیا ہے۔ بڑے پیمانے پر اسلحہ اور گولہ بارود قبضے میں لے لیا ہے۔ حکومت باہم شدید اختلافات کا شکار ہے۔ موجودہ حکومتی نظام پر عوام کا اعتماد ختم ہوچکا ہے۔ حکومت شکست اور تباہی کے دہانے پر پہنچ گئی ہے۔

الخندق آپریشن کی کامیابی کے لیے مجاہدین نے موسم سرما میں بھرپور تیاری کی ہے۔ امید ہے یہ آپریشن ٹرمپ کی جنگی حکمت عملی کے تابوت میں یہ آخری کیل ثابت ہوگا۔ موجودہ دور کے مغرور فرعون کی حکمت عملی کے بلند و بانگ اعلانات بھی ان کے پیش رو بش اور اوباما کی طرح ناکام ثابت ہوں گے۔ اللہ تعالی کے فضل و کرم سے الخندق آپریشن کے نتیجے میں ٹرمپ کی حکمت عملی غیر موثر اور ناکام رہے گی۔ یہ دشمن کا آخری آپشن ہے۔ مجاہدین فیصلہ کن فتح کے قریب پہنچ گئے ہیں۔

امارت اسلامیہ نے حال ہی میں جہاد کے میدان میں کچھ نئے منصوبوں اور حکمت عملی کے کامیاب تجربات کیے ہیں۔ جن سے بہت کم وسائل اور افرادی قوت کے ساتھ دشمن کے مضبوط مراکز فتح ہو رہے ہیں۔ بڑی تعداد میں کٹھ پتلی فوج کے اہل کار قتل کیے جا چکے ہیں۔ اب مجاہدین رات کو دیکھنے والی دوربینوں کا استعمال کر رہے ہیں، جس سے حملہ آور مزید خوف زدہ

ہیں۔ مشہور اخبار نیویارک ٹائمز نے کچھ عرصہ پہلے ایک تجزیاتی رپورٹ میں لکھا تھا کہ 'مجاہدین کو پہلے کمزور فورس سمجھا جاتا تھا، لیکن اب وہ رات کے اندھیرے میں دیکھنے والی دوربینوں اور لیزر ہتھیاروں کے استعمال سے حقیقی خطرہ بن گئے ہیں۔ مجاہدین ان آلات اور دوربینوں کے علاوہ لیزر گنوں کے ذریعے امریکی ہیلی کاپٹروں اور امریکی فوجیوں کی آپریشنل کارروائیوں کی نگرانی کرتے اور انہیں موقع پر نشانہ بناتے ہیں۔ اس لیے امریکی فوج کو بتایا گیا ہے کہ ان کے ہیلی کاپٹرز اور فوجی کارروائیاں رات کے وقت محفوظ نہیں ہیں۔ انہیں مجاہدین کی طرف سے نشانہ بنایا جاسکتا ہے۔

ایک امریکی جرنیل نے نام ظاہر نہ کرنے کی شرط پر نیویارک ٹائمز کو بتایا کہ 2014 سے 2017 تک مجاہدین کی جانب سے رات کی کارروائیوں میں دو گنا اضافہ ہوا ہے۔ جس کے نتیجے میں فوج کی ہلاکتوں میں تین گنا اضافہ ہوا ہے۔ جس طرح نیویارک ٹائمز نے لکھا ہے کہ حال ہی میں مجاہدین نے فوجی ہتھیاروں کے علاوہ لیزر گنوں اور دوربینوں کا استعمال شروع کیا ہے، جس کے باعث ان کے تمام آپریشنز بہت مؤثر اور کامیاب ثابت ہو رہے ہیں۔ اس حکمت عملی کے تحت مجاہدین نے غزنی، قندھار، ہلمند، فراہ، سرپل اور دیگر صوبوں میں دشمن کے بڑے فوجی اڈوں کو فتح کیا ہے۔ وہاں موجود تمام فوجیوں کو مار ڈالا ہے۔ اس کامیاب حکمت عملی کے تحت مجاہدین کی حفاظتی فوج طاقت ور ہو چکی ہے۔ جنگ کے دوران دشمن پر مجاہدین کا رعب کامیابی اور پیش قدمی کا سبب بنتا ہے۔ اب مجاہدین بڑے فوجی اڈے اللہ کے فضل و کرم سے محض ایک گھنٹے کی کارروائی میں فتح کر لیتے ہیں۔

الخندق آپریشن سے متعلق اعلامیہ میں کہا گیا ہے کہ 'امارت اسلامیہ نے رواں سال جہادی کارروائیوں کو اس لیے الخندق آپریشن کا نام دیا کہ ہمارے موجودہ جہادی حالات اسلام کے ابتدائی دور سے ملتے جلتے ہیں۔ غزوہ بدر میں ناکامی کے بعد پانچویں ہجری میں اسلام دشمن قوتوں نے مل کر اسلامی حکومت کے خاتمے کی غرض سے مدینہ منورہ پر چڑھائی کرنے کے لیے لشکر تیار کیا تھا۔ اس جنگ کو غزوہ احزاب یا غزوہ خندق کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا نتیجہ مسلمانوں کے حق میں ظاہر کیا۔ الخندق معرکہ مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے بجائے کفریہ قوتوں کی شکست پر منتج ہوا۔ جس کے بعد طاغوتی قوتوں نے مدینہ منورہ پر لشکر کشی کی جرأت نہیں کی۔ اس حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اب ہم ان حملے کریں گے۔ اب وہ ہم پر حملے نہیں کر سکیں گے۔

چناں چہ ایسا ہی ہوا۔ مجاہدین کی فتوحات کا دور شروع ہوا اور کفریہ قوتوں کو شکست ہوئی۔ غزوہ خندق کی اس تاریخی حیثیت اور پس منظر کو دیکھتے ہوئے ہمیں توقع ہے اللہ تعالیٰ ہمارا الخندق آپریشن بھی مؤثر اور کامیاب کرے گا۔ وہ استعماری قوتوں کو شکست سے دوچار کرے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ'

اگر مجاہدین کے بلند حوصلے اور عزائم کے مقابلے میں دشمن کی پریشان صورت حال کا جائزہ لیا جائے تو امید ہے اللہ تعالیٰ دشمن کو شرمناک شکست سے دوچار کر کے ہمیشہ کے لیے سرنگوں کرے گا۔ موجودہ فاسد اور فرسودہ نظام کے خاتمے کے تمام اقدامات مکمل ہو چکے ہیں۔ کٹھ پتلی حکومت کرپٹ نظام کو بچانے کی صلاحیت سے محروم ہے۔ امارت اسلامیہ بدعنوان حکومت کے خاتمے کے لیے جہاد میں مصروف ہے۔ مجاہدین کے حملوں میں شدت آئی ہے۔ مجاہدین نے الخندق آپریشن کے بعد مختلف صوبوں میں اضلاع، فوجی اڈوں اور درجنوں چوکیوں پر اپنا کنٹرول قائم کیا ہے۔ بڑے پیمانے پر اسلحہ اور گولہ بارود قبضے میں لے لیا ہے۔ حکومت باہم شدید اختلافات کا شکار ہے۔ موجودہ حکومتی نظام پر عوام کا اعتماد ختم ہو چکا ہے۔ حکومت شکست اور تباہی کے دہانے پر پہنچ گئی ہے۔

امید ہے اللہ تعالیٰ الخندق آپریشن کے نتیجے میں مجاہدین کو عظیم فتوحات سے سرخ رو کرے گا۔ اللہ تعالیٰ مجاہدین کی قربانیاں قبول فرمائے اور انہیں کامیابی عطا فرمائے۔ آمین

اقوامِ متحدہ دہشت گردی کا سہولت کار

ابو ظہیر

امریکا نے افغانستان، عراق اور لیبیا پر جارحیت کے بعد اپنے استعماری عزائم کی تکمیل کے لیے شام پر بھی حملہ کر دیا۔ اس میں چند اہم شہروں اور فوجی مراکز کو نشانہ بنایا گیا۔ شام میں دنیا کی سپر طاقتیں اپنے مفادات اور مقاصد کے لیے جنگ میں مصروف ہیں۔ ایک دوسرے پر برتری کے لیے دست و گریبان ہیں۔ جس کے نتیجے میں انتہائی بے دردی سے مظلوم مسلمانوں کا خون پانی کی طرح بہایا جا رہا ہے۔ دنیا انتہائی خاموشی سے تماشا دیکھ رہی ہے۔ سلامتی کونسل کی ذمہ داریوں میں سے اہم ذمہ داری یہ ہے کہ وہ جنگوں کی روک تھام کرے۔ آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ اس کے برعکس اقوام متحدہ جنگجو قوتوں کا آلہ کار بن گیا ہے۔

دوسری عالمی جنگ کے بعد اقوام متحدہ کا قیام اسی لیے عمل میں لایا گیا تھا کہ انسانیت کو جنگوں سے نجات دی جا سکے۔ ساری دنیا امن اور محبت کا گہوارہ بن جائے۔ افسوس کہ یہ آرزو پوری نہ ہو سکی۔ عموماً عام ممالک اور مسلمان بالخصوص ماضی کی طرح اب بھی طاقت ور ممالک کی جانب سے جنگوں اور ہلاکتوں کے خطرات سے دوچار ہیں۔ جنگجو ممالک اپنے مفادات کا تحفظ آگ اور بارود سے کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے لیے دنیا کے کمزور ممالک اور عوام کو طرح طرح سے دھمکایا اور پریشان کیا جاتا ہے۔ سوال یہ ہے اقوام متحدہ کس مرض کی دوا ہے؟ یہ اب تک اپنے خاص ہدف میں بیس فیصد بھی کامیابی حاصل نہیں کر پائی۔ حقیقت یہ ہے کہ جب 1945 میں اس تنظیم کا قیام عمل میں لایا گیا، دنیا بھر کی جنگیں گواہ ہیں کہ اقوام متحدہ اپنے اہداف میں ناکام رہا ہے۔ وہ اپنے مقصد کے برعکس جنگ پھیلا رہا ہے۔ خصوصاً گیارہ ستمبر کے بعد امریکا نے اپنے منفی عزائم کی تکمیل کے لیے مسلمانوں کے سینوں میں خنجر گھونپا اور افغانستان پر ناروا جارحیت کر دی۔ اقوام متحدہ اور سکیورٹی کونسل ہر قدم پر اس کے ساتھ رہے۔ عراق اور لیبیا کے بعد شام کی باری آئی ہے۔ سلامتی کونسل پھر امریکا کے ساتھ کھڑی ہے۔ اس کو دیکھ کر ہر باشعور شخص اقوام متحدہ کو غیر جانب دار قرار نہیں دے سکتا۔

عسکری امور کے ماہرین کے مطابق اب تک شام میں امریکی حملوں کے اہداف مشکوک ہیں۔ اب تک واضح نہیں ہوا کہ اس نے وہ کچھ حاصل کر لیا ہے، جس کا وہ دعوی کر رہا ہے۔ امریکا اصل حقائق چھپا رہا ہے اور کیمیائی اسلحے کے بہانے اپنے مخالفین کو دبانے کے لیے شام کو عالمی جنگ کا میدان بنائے گا۔ شام کی جنگ میں روس پہلے سے ملوث ہے۔ امریکا چاہتا ہے روس کے خلاف جنگ شام ہی میں لڑی جائے۔ ڈیڑھ ارب مسلمانوں کے حکمرانوں کی بے بسی اور لاپروائی پر افسوس ہے کہ دشمن پے در پے اسلامی ممالک کو اپنے ظلم و ستم کا نشانہ بنا رہا ہے اور وہ پھر بھی بیدار نہیں ہوئے۔ خطرہ ہے کہ امریکا کے اتحادی ممالک مزید دیگر اسلامی ممالک کو بھی اسی طرح کے انجام سے دوچار کریں گے۔ تاکہ مسلمان سر اٹھانے کے قابل نہ رہیں۔ وہ امریکا اور مغرب کے مفادات کے لیے چیلنج نہ بن سکیں۔

امریکی موجودگی میں مذاکرات

حمزہ جہانی

کابل پلان کے عنوان سے دوسرا اجلاس 28 فروری 2018 میں کابل میں ہوا، جس میں اشرف غنی نے امارت اسلامیہ کو غیر مشروط مذاکرات کی پیش کش کی تھی۔ البتہ ماضی کی نسبت کابل پلان اجلاس میں اشرف غنی کا لہجہ بہت نرم رہا۔ پہلے کی طرح جذباتی نہیں ہوئے۔ آخر تک نرم لہجے میں بات کرتے رہے۔ انہوں نے کہا کہ وہ اس بات کے لیے تیار ہیں کہ امارت اسلامیہ کو باقاعدہ ایک جماعت تسلیم کر لیا جائے۔ وہ کابل سمیت دنیا کے جس ملک میں بھی دفتر کھولنا چاہے، ہم مخالفت نہیں کریں گے۔ اگر امارت آئین میں تبدیلی چاہتی ہے تو ہم اس کے لیے بھی تیار ہیں۔ اسی طرح انہوں نے پاسپورٹ، آزادانہ آمدورفت اور دیگر سفارتی وسفری سہولیات فراہم کرنے کا بھی وعدہ کیا۔ دوسری بات یہ کہ اس بار انہوں نے براہ راست امارت اسلامیہ کو بات چیت کی دعوت دی ہے۔ وہ ماضی میں پاکستان سے مطالبہ کرتے رہے ہیں کہ امارت کو مذاکرات کے لیے راضی کیا جائے۔

بہت سے سطحی نگاہ والوں کے لیے درج بالا پیش کش دلچسپ اور قابل توجہ ہے۔ یہ کابل انتظامیہ کے مؤقف میں بڑی تبدیلی کا اظہار بھی ہے۔ اس طرح کے بیانیوں سے سادہ لوح عوام کو دھوکہ دینا آسان ہوتا ہے۔ لوگ سمجھیں گے کہ 'اشرف غنی کیسے امن پسند اور صلح جو صدر ہیں کہ مجاہدین کو خود ہی بے قید وشرط مذاکرات کی پیش کش کر رہے ہیں۔ پاسپورٹ اور سفارتی سہولیات مہیا کرنے کا بھی وعدہ ہے۔ دوسری بات یہ کہ دنیا کے جس ملک میں بھی چاہیں، دفتر بنا کر مذاکرات کی اجازت بھی دے رہے ہیں۔ علاوہ ازیں آئین میں تبدیلی کرنے پر بھی آمادہ ہیں۔ اب امارت کو اس کے علاوہ کیا چاہیے؟ وہ اشرف غنی کا پیغام صلح کیوں قبول نہیں کر رہی؟ یہ وہ جذبات اور احساسات ہیں، جو آج کل ہر ایک کے دل میں اٹھتے اور لوگ ایک دوسرے سے اس بارے پوچھتے ہیں۔

اشرف غنی کی جانب سے پیش کش کا مقصد یہ ہے کہ مجاہدین کو جنگ میں شکست نہیں دے سکے، اس لیے انہیں میز پر بٹھا کر شکست دی جائے۔ نرم رویے کی ڈپلومیسی امارت کو نئے جال میں گھیرنے کے مترادف ہے۔ بلاشبہ کابل پلان کے دوسرے اجلاس میں اشرف غنی کی جانب سے غیر مشروط بات چیت کی دعوت کوئی اچانک اعلان نہیں ہے۔ یہ سلسلہ طویل تزویراتی سوچوں کا نتیجہ ہے۔ امارت کی جانب سے خاموشی کی بھی ایک وجہ ہے۔ اُسے معلوم ہے کہ کون سے اہداف حاصل کرنے ہیں۔ اس نے جنگ کسی افغان شہری کے خلاف شروع نہیں کی۔ وہ یہ جنگ آئین یا دیگر کسی سطحی مقصد کی خاطر نہیں لڑ رہی۔

یہ واضح ہے کہ امارت اسلامیہ امریکا سے افغانستان کی آزادی چاہتی ہے۔ ہر افغان شہری دیکھ رہا ہے کہ آج افغانستان کا اختیار کس کے ہاتھ میں ہے؟ افغانستان کی فضا پر کس کا کنٹرول ہے؟ افغانستان کی سیاسی قیادت کا اختیار کس کے پاس ہے؟ امارت اسلامیہ سولہ سال سے کتنی پریشانیاں، تکالیف اور مصائب اٹھا چکی ہے۔ امارت نے جارحیت کے خلاف لوہے کے چنے چبائے ہیں۔ وہ اپنے سفر اور منزل سے ایک انچ پیچھے نہیں ہٹی۔ کیا آج ممکن ہے کہ وہ اتنی آسانی سے اشرف غنی کی نرم باتوں، جعلی اعلانات اور پیش کشوں کا گرم جوشی سے استقبال کرے گی؟ کبھی نہیں...!

امارت اسلامیہ اور افغان عوام کا مشترکہ مؤقف یہ ہے کہ جب تک افغانستان میں امریکا اور دیگر خارجی ممالک موجود ہیں، مذاکرات کے لیے بیٹھنا ہتھیار ڈالنے کے مترادف ہے۔ سیاسی امور کے مبصرین کے مطابق اشرف غنی کے لیے مذاکرات اہم نہیں ہے۔ اسی طرح امن اور مذاکرات کی خواہش ان کے اختیار میں نہیں ہے۔ امریکا امن چاہتا ہی نہیں ہے اور اشرف غنی امریکا کے غلام ہیں۔ جب آقا ہی کچھ نہ چاہے تو غلام جتنا بھی چاہے اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکل سکتا۔ امارت اسلامیہ جانتی ہے کہ اشرف غنی کی کوئی اہمیت ہے اور نہ ان کے پاس کوئی اختیار ہے۔ جب وہ ایک بے اختیار غلام ہیں تو ان کو مثبت یا منفی جواب دینا وقت کی ضیاع کے سوا کچھ نہیں۔ کیا امارت خارجی فوج کو نکالے بغیر اپنی سولہ سالہ جنگ ادھوری چھوڑ دے؟ جنگ کا بنیادی مقصد پاسپورٹ اور آئین میں تبدیلی نہیں ہے، بلکہ جارحیت ہے۔ امریکا نے بارہا کوشش کی ہے کہ امارت کو دسیسہ کاریوں کا شکار کردے۔ اسے لالچ دے۔ خوف زدہ کرے، تاکہ اسے مجبور کیا جا سکے کہ جہاد کا راستہ چھوڑ دے۔ امریکا کی ہر بار ساری امیدیں مایوسی میں بدل گئیں۔ اشرف غنی واقعۃ صلح چاہتے ہیں تو سب سے پہلے امریکا کے ساتھ کیا گیا سیکورٹی معاہدہ ختم کریں۔ نیٹو اور امریکی فوج کے انخلا کا مطالبہ کریں۔ اس کے بغیر مذاکرات کے نعروں اور پیش کشوں کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

جنرل رادمنش کی جھوٹی منطق

احمد مختار

جنگی جرائم کی تعریف کے مطابق قندوز میں دشت آرچی کے مدرسے ہاشمیہ پرامریکی فوج کا فضائی حملہ در حقیقت ایک وحشیانہ عمل اور جنگی جرم ہے۔نشانہ بنائے جانے والی جگہ خالص عوامی ہدف ہے۔جس کی وجہ سے دینی مدارس کے عام بچے انتہائی بے رحمی سے شہید کر دیے گئے۔کابل وزارت دفاع کے جھوٹے ترجمان جنرل رادمنش نے اس وحشیانہ حملے کی مذمت کرنے اور اس پر عوام سے معافی مانگنے کے بجائے اس حملے کی توجیہات پر اصرار کیا ہے۔اس بے منطق جنرل کی جھوٹی توجیہات میں دو الفاظ نہایت حیرت اور چونکا دینے والے ہیں۔

انہوں نے کہا'یہ بمباری قرآن کریم کے حفاظ کی دستار بندی کی تقریب پر نہیں، بلکہ مسلح مجاہدین کی ایک عسکری نمائش پر کی گئی ہے، جس میں 30 سے زیادہ اسلحہ بردار اور ان کے ذمہ داران ہلاک ہوئے ہیں۔

انہوں نے مذکورہ حملے میں شہید ہونے والے کم سن بچوں اور حفاظ کے متعلق دعوی کیا کہ یہ حفاظ وہاں موجود مسلح افراد کی فائرنگ سے ہلاک ہوئے ہیں، جو یہاں عسکری نمائش میں شریک تھے۔

جنرل رادمنش نے اپنے اس بیان کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ ان بچوں کو مجاہدین نے افغان فوج کی بدنامی کے لیے مارا ہے۔وہ اپنے اس غیر منطقی دعوے کی دلیل پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ 'شہید ہونے والے بچوں کے اجسام پر موجود زخم سب ہلکے اسلحے کے تھے۔طیاروں کے بموں کے ٹکڑوں کے زخم نہیں ہیں۔جب اس واقعے کی تحقیقات کے لیے قائم کی گئی سرکاری کمیٹی وہاں پہنچی اور ہسپتالوں میں موجود زخمیوں کو قریب سے دیکھا تو ڈاکٹروں نے بتایا کہ 'ہمارے پاس لائے گئے زخمی بموں کے ٹکڑوں سے زخمی ہوئے ہیں، گولیوں سے نہیں۔مذکورہ وفد اور صحافیوں نے بعد ازاں خود بھی زخمیوں سے گفتگو کی۔ان کی براہ راست تصویریں میڈیا پر نشر کی گئیں۔جس میں واضح دیکھا جا سکتا ہے کہ واقعے میں سب طلبا بموں کے ٹکڑوں سے زخمی ہوئے ہیں۔ جھوٹے رادمنش کی گفتگو کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ مجاہدین کو خود جیسا سمجھتے ہیں کہ اپنے سیاسی مفاد کے لیے بے گناہ عوام کو قتل کیا جائے، جیسا کہ عام طور پر گھٹیا درجے کے سیاست دان ایسا کرتے رہتے ہیں۔

یہ کونسا ضمیر اور وجدان ہے کہ کوئی قرآن کریم کے معصوم حفاظ کرام کو صرف اس لیے مار دے کہ مقابل فریق کو اس کا ذمہ دار ٹھہرایا جاسکے۔جنرل رادمنش جارح امریکا کے ایک اُجرتی مزدور کی حیثیت سے افغان عوام کو اپنی جاہلانہ منطق سے مرعوب کرنا چاہتے ہیں۔ان کا خیال ہے کہ افغان عوام یہ احمقانہ استدلال تسلیم کر لیں گے۔ مشہور کہاوت ہے کہ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے۔ جھوٹے رادمنش اور اس کی پوری انتظامیہ کے یہ جھوٹے استدلالات ایک لمحے کے لیے عوام کو قائل نہیں کر سکیں گے۔ان دلائل کو تسلیم کرنا بجائے خود ایک اعلی درجے کی بے وقوفی ہے۔افغان عوام جانتے ہیں کہ رادمنش ایک اجرتی جھوٹا وکیل ہے۔اسے لیے ان کی باتوں کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی۔

ٹرمپ کی امن دشمنی

حبیب مجاہد

ڈونلڈ ٹرمپ نے جنوری کی آخری تاریخ کو سلامتی کونسل کے مستقل رکن ممالک کے نمائندوں سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ’اب افغانستان میں افہام و تفہیم کے امکانات ختم ہو چکے ہیں۔اب ہماری کوشش ہے کہ مجاہدین کو جنگ کے زور سے ختم کر دیں۔ جنگجو طبیعت کے مالک ٹرمپ کی اس بات کے بعد کٹھ انتظامیہ کے صدارتی ترجمان شاہ حسین مرتضوی نے بھی اعلان کیا کہ ’اب مذاکرات کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے۔اب ہماری کوشش ہوگی کہ جنگ تیز کر کے مجاہدین کو مذاکرات پر آمادہ کریں۔

میڈیا ٹرمپ کی اس بات کو امریکا کی نئی حکمتِ عملی کہہ رہا ہے۔ سرسری دیکھا جائے تو یہ کسی بھی طرح کی حکمتِ عملی سے زیادہ شکست خوردہ ذہنیت کی نمائندگی ہے۔ امارت اسلامیہ نے ہمیشہ کوشش کی ہے کہ دنیا کے کو یہ یقین دلایا جائے کہ ہم افغانستان کے امن و تعمیر کے لیے اٹھے ہیں۔ ہماری جنگ کا مقصد کسی کو نقصان پہنچانا نہیں ہے۔ جب کہ دوسری طرف امریکا نے شروع دن سے مجاہدین سے دشمنی جاری رکھی ہے۔ یہ دشمنی شروع میں منفی پروپیگنڈے، سیاسی دباؤ اور اقتصادی پابندیوں کی صورت میں تھی۔ بعد ازاں بات میزائل حملوں اور عسکری جارحیت تک جا پہنچی ہے۔ اس مرحلے پر امارت اسلامیہ جہاد کو دینی فریضہ اور غلامی سے نجات کا واحد ضامن سمجھتی ہے۔ البتہ امارت کی کوشش ہے کہ اس جنگ میں عوام کو کسی طرح نقصان نہ پہنچے۔ اس لیے وہ مذاکرات پر بھی توجہ مرکوز کیے ہوئے ہے۔

اگرچہ امریکا نعروں کی حد تک امن اور صلح کا پروپیگنڈا کرتا ہے، مگر وہ عملاً بالکل پُرامن حل کے لیے تیار نہیں ہے۔ امریکا نے سترہ سالوں میں عملاً صرف جنگی اسٹریٹیجی ہی اختیار کیے رکھی ہے۔ افغانستان میں بیرونی فوج کی تعداد ڈیڑھ لاکھ تک پہنچا دی گئی۔ طرح طرح کے جنگی ہیلی کاپٹر، طیارے اور اسلحہ استعمال کیا گیا۔ لاکھوں جنگی مزدوروں کو استعمال کیا گیا۔

ایسے حالات میں، جب کہ امریکا عملاً جنگ پر تیل چھڑک رہا ہے، صلح اور امن کے حوالے سے پروپیگنڈا کر کے مجاہدین کو قصوروار ٹھہرا رہا ہے۔ امریکا ایسے پروپیگنڈوں سے اپنا نفاق چھپانے کی کوشش کرتا ہے، تاکہ نتیجے میں امارت اسلامیہ کو بدنام کیا جا سکے۔ چوں کہ امریکی صدر نے جلد ہی اعلان کر دیا ہے کہ افغان مسئلے کا پُرامن حل تسلیم نہیں ہے تو امریکا کا اصل چہرہ دنیا کو نظر آ گیا ہے۔ جنگ کے اصل عوامل اور اسباب نظر آ گئے ہیں۔

دنیا سمجھ رہی ہے کہ امریکا اور اُس کی امداد پر پلنے والے بدمست کٹھ پتلی جنگ چاہتے ہیں۔ اب افغان عوام کے لیے کسی شک اور ابہام کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہی کہ اس جنگ اور خون ریزی کے اصل ذمہ دار کون ہیں؟ افغان قوم کو صلح اور امن کے لیے جارحیت پسندوں کی نئی جنگی سیاست کے خلاف آواز اٹھانی چاہیے۔

ملا محمد عمر رحمۃ اللہ علیہ ایک عہد ساز شخصیت

قاری حبیب اللہ

ملا محمد عمر مجاہد ایک غریب امام مسجد مولوی غلام نبی کے ہاں پیدا ہوئے۔ والد صاحب نے ان کا نام محمد عمر رکھا۔ وہ ان کے پہلے بیٹے تھے۔ وہ ابھی چھوٹے تھے کہ ان کے والد اپنا آبائی گاؤں 'خاکریز' چھوڑ کر قندھار شہر کے قریب 'نودہ' گاؤں آ گئے۔ ملا عمر کا خاندان نہایت دین دار ہے۔ ان پر پہلا امتحان چھ سال کی عمر میں والد محترم کی وفات کی صورت میں آیا۔ اللہ تعالیٰ نے ملا عمر کو ایک نہایت اہم مقصد کے لیے منتخب فرمایا۔ مسلمان جس خلافت کو بھول چکے تھے یا اس کی ضرورت سے نابلد ہو گئے تھے، انہوں نے عرصے بعد وہ فریضہ دوبارہ سے اللہ کی زمین پر نافذ کر کے دکھایا۔ سابقہ صدی میں عالم اسلام پر ایسے سخت حالات آئے تھے کہ وہ خلافت، امیر المؤمنین، شریعت، امر بالمعروف و نہی عن المنکر، عقیدہ ولاء و براء سے لاعلم ہو گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ دنیا کا یہ اہم نظام اس یتیم کے ہاتھوں منصہ شہود پر جلوہ گر فرمایا۔

ملا محمد عمر قندھار سے نکل کر اپنے چچا کے پاس ارزگان چلے گئے۔ وہ یہیں پلے بڑھے۔ گاؤں، مسجد اور مدرسے کے سادہ ماحول نے ان کی شخصیت کو پرکشش اور اصول پسند بنا دیا تھا۔ انہوں نے اسلامی ماحول میں تربیت پائی۔ عوام کی ہر خوشی و غم شریک ہوتے۔ انہوں نے اپنا بچپن عوام کے درمیان گزارا۔ غیرت، حیا، عزم، ایمان داری، وفاشعاری، مہمان نوازی، وطن سے فطری محبت، صداقت اور شجاعت جیسی صفات ان کی زندگی کا حصہ بن گئی تھیں۔ جب روس نے افغانستان پر حملہ کیا تو نوجوان ملا محمد عمر نے بھی علم جہاد بلند کیا۔ انہوں نے ضلع دھراود میں جہاد کیا۔ وہ بعد ازاں 'قندھار ہرات مرکزی شاہراہ' پر واقع سنگ حصار اور پاشمول کے علاقوں کو روسی فوج کے قبرستان میں تبدیل کرنے لگے۔ وہ اسلام و ملت کی خاطر چار مرتبہ شدید زخمی ہوئے۔ ان کی دائیں آنکھ روسی طیاروں کی بمباری میں ضائع ہو گئی تھی۔ انہوں نے تمام تر مصائب، زخموں اور مشکلات کے باوجود کمیونسٹ کے خاتمے کے لیے آخری دن تک سنگ حصار کے میدان میں جہاد کیا۔

جب کمیونزم زمین بوس ہوا تو ملا محمد عمر نے اپنے جہادی مرکز کو مدرسے میں تبدیل کر دیا۔ انہوں نے اسلامی نظام کے نفاذ کا کام ان قائدین، پروفیسروں اور انجینئروں پر چھوڑ دیا، جو دو عشروں سے اسلامی نظام، خلافت اور شریعت کے لیے آواز بلند کر رہے تھے۔ ان میں سے ہر ایک اسلامی نظام کے نفاذ کا علمبردار تھا۔ ہر ایک نے اسلامی نظام اور خلافت کے موضوع پر کئی تصانیف اور جرائد شائع کیے تھے۔ وہ کئی برس تک عوام کے ساتھ اسلامی نظام کے نفاذ اور فلسطین کی آزادی کے وعدے کرتے آئے تھے۔ تین سال کے تجربے نے ثابت کر دیا کہ ان کے قول و فعل میں تضاد تھا۔ اکثر اوقات ایک شخص نہایت دور اندیش اور معاملہ فہم ہوتا ہے، لیکن وہ عملی کردار کی صلاحیت سے محروم رہتا ہے۔ ہمارے جہادی پروفیسرز بھی اسی طرح ناکارہ ثابت ہوئے۔ انہوں نے کمیونزم کے خلاف جہاد سے فارغ ہوتے ہی آپس میں خانہ جنگی شروع کر دی۔ ایک دوسرے کے خلاف جہاد کرنے لگے۔ انہوں نے تین سالہ خانہ جنگی کے دوران نہ صرف افغان جہاد کا وقار داؤ پر لگا دیا، بلکہ کابل کے ہزاروں نہتے شہریوں کو بھی قتل کیا۔ فساد اور افراتفری کو فروغ دیا۔ چوری، بھتہ خوری، ظلم، قتل اور بیت المال لوٹنے لگے، جس کے باعث بین الاقوامی سطح پر اسلامی فکر اور جہاد کو شدید دھچکا پہنچا۔

ملا محمد عمر مجاہد نے پروفیسروں کے رویوں تنگ آ کر عوام کی ذمہ داری اپنے سر لے لی۔ وہ پہلے دن اکیلے میدان میں نکلے۔ مختلف مساجد اور مدارس کا دورہ کیا۔ عوام کو خانہ جنگی کے خلاف متحد کر کے جہاد کا آغاز کیا۔ اللہ تعالیٰ کی مدد سے بہت جلد فتوحات حاصل ہونے لگیں۔ ملا محمد عمر مجاہد نے اسلامی نظام قائم کیا۔ علمائے کرام نے انہیں امیر المؤمنین کا لقب دیا۔ انہوں نے معاشرے کی اصلاح کی۔ شرعی قوانین کے نفاذ اور اسلامی عدالتوں کا قیام عمل میں لایا۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیا۔ حدود و قصاص اور اسلامی تعلیمی نظام نافذ کیا۔ وہ بین الاقوامی سطح پر امت مسلمہ کی ہر تکلیف پر غمگین تھے۔ دنیا کے کسی بھی کونے میں مسلمانوں پر برا وقت آیا تو انہوں نے ان کے ساتھ تعاون اور ہمدردی کا اظہار کیا۔ وہ خطے اور بین الاقوامی سطح پر طاغوتی قوتوں کے فوجی، اقتصادی، سیاسی اور پروپیگنڈا مہم کے خلاف مضبوط چٹان کی طرح کھڑے رہے۔

جدید ہتھیاروں سے لیس مشرق و مغرب کے طاغوت نے جدید ہتھیاروں کے ساتھ افغانستان پر چڑھائی کر دی۔ امریکا نے درجنوں اتحادی ممالک سمیت افغانستان پر حملہ کیا اور تین ماہ میں پورے ملک پر کنٹرول قائم کرنے کا دعویٰ کیا۔ دوسری طرف اسلام کے بہادر سپاہیوں نے سنگلاخ پہاڑوں سے صلیبی قوتوں پر حملے شروع کر دیے۔ انہوں نے امریکا کو تاریخ کی سب سے طویل جنگ میں دھکیل دیا۔ تاریخ گواہ ہے ملا محمد عمر مجاہد آخری دم تک جہاد اور اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے اپنے مؤقف پر قائم رہے۔ انہوں نے جو کچھ کہا تھا، اسے پورا کر دکھایا۔ امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد 23 اپریل کو اس دار فانی سے رحلت کر گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی کوتاہیاں معاف فرمائے اور ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین

مصطفی کمال پاشا اتاترک کی موت

بشیر

مصطفی کمال اتاترک نے برطانیہ اور اتحادیوں کے پروپیگنڈے اور تعاون سے خلافتِ عثمانیہ کے خاتمے کا اعلان کر کے اقتدار پر اپنے پنجے مضبوط کر لیے۔ اُس نے خلافت کا خاتمہ کرنے کے ساتھ اسلام کی جڑیں بھی کھوکھلی کرنے کی کوشش کی۔ اسلامی احکام، قرآن مجید کی تلاوت، دینی مدارس میں اسلامی علوم کی تدریس اور تصوف کے مراکز و خانقاہوں پر سخت پابندی عائد کر دی۔ اس کے دور میں ترکی میں اسلام کی پیروی موت کو دعوت دینے کے مترادف تھی۔ اعلانیہ اور خفیہ اسلامی احکام پر عمل کی اجازت نہیں تھی۔ جس کو بھی نماز پڑھتے یا کسی حکم پر عمل کرتے دیکھ لیا جاتا، پولیس فوراً گرفتار کر کے اذیت ناک سزائیں دیتی۔ حتیٰ کہ سزائے موت بھی دی جا سکتی تھی۔ ترکی آٹھ صدیوں تک اسلامی دنیا کا سیاسی قبلہ رہا ہے۔

ترکی سے اسلام کی جڑیں ہمیشہ کے لیے ختم کرنے کے لیے علماء اور طلباء کو نشانہ بنایا گیا۔ مختلف سازشوں سے لاکھوں علماء و طلبا کو شہید کر دیا گیا۔ علماء کو ختم کرنے کے لیے ایک دفعہ حج اور حرمین شریفین کی زیارت کے بہانے ترکی کے کونے کونے سے ہزاروں علماء جمع کیے گئے۔ سفر کے لیے بحری راستہ استعمال کیا جانا تھا۔ جب وہ قافلہ سمندر کے درمیان میں پہنچا تو اسے غرق کر دیا گیا۔ جس سے جہاز میں موجود تمام علماء شہید ہو گئے۔ جب کہ ترکی میں باقی بچ رہنے والے علماء، مدارس اور دین دار طبقے کو مارنے کے لیے ایمرجنسی عدالتیں قائم کر کے وہاں نام نہاد ججز کو بٹھا دیا گیا، تاکہ جہاں بھی کوئی عالم نظر آئے، اسے عدالت میں پیش کیا جائے۔ چناں چہ اُسے فوراً اس میں موجود قاضی بلاتاخیر فوراً اسے سزائے موت دیں۔ اور سزاؤں پر فوری عمل درآمد کیا جائے۔ اس طرح ہزاروں علماء اور طلباء کو سزائے موت دی گئیں اور انہیں شہید کر دیا گیا۔

سیکولرازم کی بقا اور پائیداری کے لیے پوری مشینری بروئے کار لائی گئی۔ دین کی سرکاری حیثیت ختم کر دی گئی۔ قرآن کریم اور اسلامی تعلیم پر پابندی عائد کر دی۔ مغربی قوتیں اتاترک کے ان اقدامات پر اُسے داد دے رہی تھیں۔ اسے بڈلز سے نوازا جا رہا تھا۔ ترکی کو یورپ میں شامل کرنے کا لالچ دیا جا رہا تھا، لیکن اتاترک کی موت تک اس کی آرزو پوری نہیں ہو سکی۔ ترکی یورپ کا حصہ بنا اور نہ ترکی سے اسلام ختم کیا جا سکا۔ کچھ زمانے کے لیے مسلمان مغلوب ضرور ہو گئے، مگر وہ آہستہ آہستہ دین کے قریب ہونے لگے۔ آج یہاں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا دور آنے والا ہے۔ مغرب نے ترکوں کو اسلام سے دور کیا، مگر ترکوں نے اسلام سے اپنا رشتہ منقطع کیا اور نہ اسلام سے بے پرواہ ہوئے۔

اتاترک نے اسلام اور مسلمانوں سے ناقابل معافی دشمنی کی اور مسلمانوں پر بھاری مظالم ڈھائے۔ دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے اتاترک کو دنیا میں بھی رسوا کیا اور آخرت میں بھی اُس کے لیے سخت عذاب ہے۔ دنیا میں اُسے یہ رسوائی دیکھنا پڑی کہ جب اُس کی موت پر اس کا جسم قبر میں رکھا گیا روالله کے حکم سے زمین نے اس ملعون کا جسم باہر پھینک دیا۔ اسے دوبارہ قبر میں اتارا گیا تو زمین نے پھر باہر پھینک دیا۔ مجبوراً اسے زمین کی سطح پر رکھ پر اُوپر سے مٹی کا ڈھیر ڈال دیا گیا۔ یہ اللہ کا عذاب ہے، جس نے دنیا میں اس کا جسم اتنا ذلیل کر دیا کہ زمین نے بھی قبول نہیں کیا۔

افغانستان میں اشرف غنی کی صورت میں ایک نیا اتاترک مسلط کیا گیا ہے۔ وہ اسلامی شعائر کی توہین، علماء اور طلبا کو شہید اور زندگی کے تمام شعبوں میں کفر کے نفاذ کی خدمت میں مشغول ہے۔ وہ افغان مسلمانوں کا دین، عقیدہ اور مذہب تبدیل کرنے کی کوشش میں ہے۔ وہ اس بد عملی پر کسی قسم کی شرمندگی محسوس نہیں کرتا۔ تمام اسلامی ممالک کے جو حکمران اتاترک کے نقشِ قدم پر چل رہے ہیں، اُنہیں اللہ کے عذاب سے ڈرنا چاہیے۔ توبہ کا دروازہ آج کھلا ہے۔ موت کے بعد بند ہو جائے گا۔

امن ریلیوں کا منصوبہ

بختیار میوند سادات

گزشتہ ایک ماہ سے ہلمند، قندھار، پکتیا، غزنی اور کابل میں امن کے حوالے سے ریلیاں نکالی جارہی ہیں۔ ریلیوں میں شریک لوگوں کا ایجنڈا امن ہے۔ تاہم یہ معاملہ دیکھنے لائق ہے کہ امن ریلی میں شریک لوگ امن کی امید صرف مجاہدین سے کر رہے ہیں۔ یعنی مجاہدین جنگ ختم کریں، تاکہ امن قائم ہو سکے۔ اب یہ واضح ہو گیا ہے کہ یہ حملہ آوروں اور کٹھ پتلی حکومت کا منصوبہ ہے۔ جارحیت پسندوں کی جانب سے ریلیوں کی حمایت اور میڈیا پر اس کے لیے بڑے پیمانے پر پروپیگنڈا کرنا اور اس کو بڑھاچڑھا کر پیش کرنا اہم نکات ہیں۔ افغانستان میں اکثر ذرائع ابلاغ حملہ آوروں کی جانب سے معرض وجود میں آئے ہیں۔ انٹیلی جنس ادارے ان کی مالی مدد کرتے ہیں۔ کابل میں موجود مغربی سفارت خانوں میں منصوبے بنائے جاتے ہیں، جن معاملات میں افغان قوم کا فائدہ ہو۔ جارحیت پسندوں کے مفادات کا تحفظ نہ ہو تو میڈیا ان کو معمولی اہمیت بھی نہیں دیتا۔ صاف ظاہر ہے جب میڈیا نے امن ریلیوں کے شرکا اور ان کی قیادت کرنے والے سرکردہ افراد کو ضرورت سے زیادہ کوریج دی۔ ان کے انٹرویوز کیے۔ ٹاک شوز میں تجزیہ نگاروں نے تبصرے اور تجزیے کیے۔ درجنوں افراد کو سیکڑوں کی تعداد میں دکھانے کی کوشش کی گئی۔ آخر اس کی وجوہات کیا ہیں؟ ریلیوں کی قیادت کرنے والے اکثر وہ لوگ ہیں، جو ماضی میں حکومت میں اہم عہدوں پر فائز رہ چکے ہیں یا حاضر سروس ملازمین ہیں۔ جب کہ کچھ لوگ غیر ملکی سفارت خانوں میں ملازم ہیں۔

ریلیوں کے مقاصد کو کمانڈر جنرل نکلسن نے واضح کیا ہے۔ انہوں نے قندھار میں انکشاف کیا کہ ریلیوں کا انعقاد مجاہدین پر سماجی دباؤ بڑھانا ہے۔ نکلسن نے حکومت کے وزراء، قندھار کے گورنر، پولیس افسران اور صوبائی کونسل کے ارکان کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ امارت اسلامیہ کو مذاکرات پر مجبور کرنے کے لیے فوجی، سیاسی اور سماجی دباؤ میں اضافہ ضروری ہے۔ ہم اس دباؤ کو برقرار رکھیں گے۔ ہمیں ریلیوں کے انعقاد پر پہلے دن سے شک تھا کہ انہیں حملہ آوروں اور حکومت کی حمایت حاصل ہے۔ جب کہ جنرل نیکولسن کے بیان نے شبہات کو یقین میں بدل دیا ہے۔ اسی طرح کچھ عرصہ قبل جنرل نکلسن نے انڈونیشیا میں میڈیا سے گفتگو کے دوران افغانستان سے متعلق کہا کہ علماء کانفرنس کا مقصد امارت اسلامیہ پر مذہبی دباؤ بڑھانا ہے۔ جارحیت پسندوں نے امارت کے خلاف تمام ممکنہ اقدامات کیے اور مستقبل میں بھی دباؤ بڑھانے اور تشدد میں اضافے کی کوشش کریں گے۔

جنرل نکلسن کا سماجی پریشر 'امن ریلیاں' بھی جنرل پیٹریاس کی قومی ملیشیا منصوبے کی طرح ناکام ہے۔ جو لوگ ملک و قوم کے خلاف حملہ آوروں کی حمایت کر رہے ہیں، اب بھی وقت ہے کہ وہ اس جرم سے دست بردار ہو جائیں۔ جارحیت پسندوں کی حمایت سے لاتعلقی اختیار کریں۔ اسلام اور ملک کے ساتھ وفاداری کا عہد کریں۔ جن لوگوں کو حملہ آوروں نے یہ منصوبہ نہیں دیا ہے، بلکہ وہ واقعتاً امن کی خواہش میں امن ریلیوں میں شریک ہوئے ہیں، وہ جنرل نکلسن کی باتوں پر غور کریں۔ سازش کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ وہ فوری طور پر امن ریلیوں کو خیرباد کہہ کر قابض فوج کے منصوبے میں غیر شعوری طور پر استعمال ہونے سے خود کو بچائیں۔

افغانستان مارچ 2018 میں

احمد فارسی

مجاہدین نے مارچ 2018 میں اہم کامیابیاں حاصل کیں۔ ایک ضلع کی فتح کے علاوہ قابض اور کٹھ پتلی دشمن کو بھاری جانی و مالی نقصان کا سامنا کرنا پڑا۔ واضح رہے مارچ میں قابض دشمن نے ایک بار پھر میدان جنگ کا رخ کیا اور نئے دستے میدان جنگ میں اتارے۔ تفصیل کے لیے رپورٹ دیکھیں:

حملہ آوروں کا جانی نقصان:

مجاہدین نے مارچ میں متعدد بار حملہ آوروں پر حملے کیے، جس سے دشمن کو جانی و مالی نقصان کا سامنا کرنا پڑا۔ اس سلسلے میں 3 مارچ کو کابل کے شمال مشرق میں دشمن قافلے پر حملہ کیا گیا، جس میں متعدد حملہ آور ہلاک اور زخمی ہوگئے۔ 17 مارچ کو کابل میں ایک بار پھر قابض فوج پر حملہ کیا، جس سے متعدد حملہ آور ہلاک اور زخمی ہوئے۔ مکار دشمن نے ان واقعات کا اعتراف کرتے ہوئے جانی و مالی نقصان کا صاف انکار کر دیا۔ اب دشمن کے اعداد و شمار کے مطابق مارچ میں ہلاک ہونے والے حملہ آوروں کی تعداد 3 ہزار 548 رہی۔

کٹھ پتلی دشمن کا جانی نقصان:

اگرچہ جنگ کی حالت میں درست اعداد و شمار کا تعین ناممکن ہے۔ البتہ رپورٹس سے پتا چلتا ہے کہ حال ہی میں دشمن کی ہلاکتوں کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے۔ دشمن کا کہنا ہے روزانہ اوسطاً مجاہدین کے حملوں میں 10 سے زائد اہل کار مارے جاتے ہیں۔ 7 مارچ کو ننگرہار کا وزیر حج واوقاف نامعلوم افراد کی فائرنگ سے ہلاک ہوگیا۔ 28 مارچ کو ننگرہار کے ضلع شیوا کے ضلعی پولیس سربراہ سمیت دو دن بعد کنڑ کی صوبائی کونسل کا ایک رکن بھی ہلاک ہوگیا۔

شہریوں کو ہراساں کرنا:

پہلے کی طرح سفاک دشمن نے مارچ میں بھی مظلوم اور نہتے شہریوں کا خون بہایا۔ اجرتی فورسز نے 4 مارچ کو صوبہ خوست کے ضلع نادر شاہ کوٹ میں ایک خاندان کے چار افراد شہید کر دیے۔ علاوہ ازیں میڈیا نے خبر شائع کی کہ صوبہ غزنی میں حکومتی ظلم و جبر کے خلاف عوام نے کئی دنوں سے احتجاج کا سلسلہ جاری رکھا ہوا تھا۔ سکیورٹی فورسز نے پُرامن مظاہرین پر فائرنگ کر کے متعدد کو شہید و زخمی کر دیا۔ 4 مارچ کو آزادی ریڈیو نے تصدیق کی کہ قندوز میں حکومتی کارروائیوں میں صرف عام شہریوں کو نقصان ہو رہا ہے۔ یہ حملے امریکی فوج کے تعاون سے کیے جا رہے ہیں۔ 8 مارچ کو صوبہ پکتیکا میں فورسز نے صحت کے تین بڑے مراکز منہدم کر دیے۔ 17 مارچ کو امریکی حملہ آوروں نے ایک بار پھر ننگرہار کے ضلع چپرہار پر حملہ کیا، جس میں کم سے کم 9 شہری شہید ہوگئے۔

امریکی فوج نے 29 مارچ کو صوبہ فراہ میں ایک دینی مدرسے پر بمباری کی۔ مدرسے میں دستار بندی کی تقریب جاری تھی۔ جس کے نتیجے میں متعدد علماء اور کمسن حفاظ کرام شہید ہوگئے۔ 30 مارچ کو میڈیا نے خبر شائع کی کہ صوبہ بدخشان اور میدان وردگ میں کٹھ پتلی فورسز نے 35 مکانات تباہ کر دیے۔ اسی طرح صوبہ تخار میں بھی شہری املاک کو نقصان پہنچانے کی اطلاع ملی ہے۔

منصوری آپریشنز:

مجاہدین نے یکم مارچ کو صوبہ تخار کے ضلع درقد میں حکومتی کمانڈوز پر حملہ کیا، جس میں 13 اہل کار ہلاک، جب کہ 15 زخمی ہوئے۔ جس کے بعد فورسز بھی پسپا ہوگئی۔ 10 مارچ کو صوبہ فراہ کے صوبائی کونسل کے رکن نے تصدیق کی کہ اس صوبے میں مجاہدین کے حملے میں 30 کمانڈوز اور 6 پولیس اہل کار ہلاک ہوئے ہیں۔ 3 مارچ کو کابل میں قابض فوجیوں کے کانوائے پر حملہ کیا گیا، جس میں متعدد قابض اہل کار ہلاک اور زخمی ہوگئے۔ 4 مارچ کو نورستان میں مجاہدین نے جہادی کارروائیوں میں پانچ گاؤں فتح کر لیے۔ 9 مارچ کو صوبہ تخار کے ضلع خواجہ غار میں کامیاب کارروائی کے دوران 12 گاؤں فتح ہوئے۔ 11 مارچ کو قندھار شاہراہ پر واقع پولیس ہیڈ کوارٹر پر حملے میں بڑی تعداد میں پولیس اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔ 12

مارچ کو صوبہ فراہ کا علاقہ انار درہ فتح ہوا۔ 17 مارچ کو کابل شہر میں ایک بار پھر قابض فوج پر حملہ کیا گیا، جس میں متعدد فوجی ہلاک اور زخمی ہوئے۔

مزید قابض فورسز کی آمد:

4 مارچ کو نیٹو نے اپنے اعلان کے مطابق صوبہ فاریاب کی فرنٹ لائن پر اپنے فوجی تعینات کیے، جو بیس دن بھی وہاں نہیں ٹھہر سکے اور مجاہدین کے جان لیوا حملوں سے تنگ آ کر بھاگ گئے۔ دریں اثنا 6 مارچ کو کابل نیوز نے فوجی معاملات کے حوالے سے 'الکسیر ونکوف' نامی شخص کا تجزیہ شائع کیا، جس میں کہا گیا تھا کہ امریکا افغان عوام کو بطور ڈھال استعمال کرتا ہے۔ 8 مارچ کو جرمنی نے اعلان کیا کہ افغانستان میں نئے فوجی دستے تعینات کیے جائیں گے۔ جرمنی چاہتا ہے کہ افغانستان میں اپنی فوجی کی تعداد 1300 کر دے۔ مارچ کے آخری دن امریکا کا ایک فوجی دستہ افغانستان پہنچ گیا۔ اگرچہ امریکا نے اس کی تعداد بارے وضاحت نہیں کی، تاہم عام طور پر لیوا گروپ میں 2 ہزار فوجی شامل ہوتے ہیں۔

امریکی مفادات کی جنگ:

حالیہ دنوں کچھ ناتجربہ کار سابق سیاست دانوں نے دعوی کیا کہ موجودہ جنگ میں غیر ملکیوں کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ ان کے جواب میں یکم مارچ کو قابض فوج کے جنرل کمانڈر نے کہا کہ 'غیر ملکی فوجی افغانستان میں اپنے مفادات کے لیے لڑ رہے ہیں۔'

معدنی ذخائر کی چوری:

امارت اسلامیہ کئی برس سے حملہ آوروں اور ان کے حواریوں کے مذموم مقاصد اور معدنی ذخائر لوٹنے کے سدباب کے لیے کمربستہ ہے۔ اس سلسلے میں 5 مارچ کو ایک ہاشم الکوزئی نے 'سپوتنیک' خبر رساں ادارے سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ قابض قوتیں ہمارے صوبے کے قدرتی ذخائر اور معدنیات چوری کر رہی ہیں۔ اس حوالے سے ہمارے پاس مکمل ثبوت موجود ہیں۔

رابطہ کار مجاہدین:

مجاہدین نے کئی سالوں سے اپنے رابطہ کار دوستوں کو دشمن کی مختلف یونٹس میں داخل کر رکھا ہے۔ دشمن کی صف میں سرایت کرنے والے رابطہ کار مجاہدین کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے۔ اس کے نہایت مثبت نتائج سامنے آ رہے ہیں۔ رابطہ کار افراد مجاہدین کے ساتھ رابطے میں رہتے ہیں۔ مجاہدین کو معلومات فراہم کرتے اور دشمن پر حملہ کرنے کے لیے سہولت کار کا کردار ادا کرتے ہیں۔ اس کامیاب حکمت عملی نے دشمن کو خوف زدہ کر رکھا ہے۔ رابطہ کار افراد دشمن کی چوکیوں میں ان پر اندر سے حملے کرتے ہیں۔ قابض اور کٹھ پتلی فورسز کو نشانہ بناتے ہیں۔ اس سلسلے میں 5 مارچ کو صوبہ فراہ کے نام نہاد گورنر نے کٹھ پتلی حکومت میں رابطہ کار اور باا‌ثر مجاہدین کی موجودگی بارے تشویش کا اظہار کیا۔ انہوں نے کہا کہ ان افراد کی وجہ سے فورسز کی ہلاکتوں کی شرح میں اضافہ ہوا ہے۔

اسکولوں میں فوجی اڈوں کا قیام:

امارت اسلامیہ نے نیا تعلیمی سال شروع ہونے سے پہلے بچوں کی تعلیم کے لیے اسکولز اور مدارس کا انتظام بحال کرنا شروع کیا ہے۔ اس سلسلے میں کٹھ پتلی انتظامیہ کے محکمہ تعلیم کے حکام کے ساتھ کچھ معاہدے بھی کیے گئے۔ البتہ بزدل دشمن نے اسکولز اور مساجد کو بطور ہتھیار استعمال کیا۔ 25 مارچ کو صوبہ ہلمند کے صوبائی محکمہ تعلیم کے سربراہ نے رپورٹ دی کہ کٹھ پتلی حکومت کی سیکورٹی فورسز نے تعلیمی اداروں کو فوجی اڈوں میں تبدیل کر دیا ہے۔ اس وجہ سے بہت سے اسکول بند ہیں۔

تاشقند اجلاس:

26 مارچ کو تاجکستان کے دارالحکومت تاشقند میں ایک کانفرنس شروع ہوئی۔ جس میں 22 ممالک اور مختلف تنظیموں کے نمائندوں نے شرکت کی۔ یہ کانفرنس کابل میں افغان کٹھ پتلی حکومت کے امن عمل کی حمایت میں منعقد کی گئی تھی۔ کانفرنس کے شرکا نے افغانستان میں مداخلت نہ کرنے پر زور دیا۔ دوسری جانب مجاہدین کو قابض فوج کی موجودگی میں امن کی پیش کش قبول کرنے کی دعوت دی۔ البتہ وہ جانتے ہیں کہ افغانستان پر کن قوتوں کا قبضہ ہے؟ حکومت نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ جنگل کا قانون ہے۔ تمام اختیارات امریکی فوج کے پاس ہیں۔ وہ جب چاہے، نہتے شہریوں پر بمباری کر دیتی ہے۔ کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ سیکڑوں معصوم لوگ شہید ہو گئے، لیکن نام نہاد صدر کی جانب سے ایک مذمتی بیان تک جاری نہیں ہوا۔
تاجکستان کانفرنس میں شریک ممالک کو سوچنا چاہیے کہ ڈیڑھ لاکھ امریکی اور نیٹو فوج نے افغانستان میں امن قائم کیا ہے اور نہ ہی وہ استحکام لا سکی ہیں۔ مجاہدین کو امن عمل میں شمولیت کی دعوت دینے سے پہلے امریکا پر زور دیا جائے کہ وہ افغانستان سے مکمل انخلا کے لیے وقت متعین کرے۔ اس کے بعد مجاہدین خود بخود امن عمل میں شامل ہو جائیں گے۔

جنگی جرائم فروری 2018

سید سعید

یکم فروری 2018 کو صوبہ ہلمند کے ضلع نادعلی کے علاقے ترخ ناور میں فورسز کی فائرنگ اور گولہ باری سے ایک خاندان کے چار افراد شہید، جب کہ تین زخمی ہوگئے۔ اسی دن ننگرہار کے ضلع غنی خیل کے علاقے گولائی میں قابض امریکی اور کٹھ پتلی فورسز نے مشترکہ کارروائی کے دوران مقامی آبادی پر چھاپہ مارا۔ گھر گھر تلاشی کے دوران دروازے دھماکہ خیز مواد سے اڑادیے۔ لوگوں پر تشدد کیا گیا۔ قیمتی سامان لوٹ لیا۔ پانچ افراد کو حراست میں لے لیا۔ اگلے دن صوبہ پکتیا کے ضلع گردی چیڑی کے علاقے لکہ تیگہ میں فورسز نے مدرسے کے ایک 19 سالہ طالب علم کو شہید کر دیا۔ جب کہ صوبہ غزنی کے ضلع گیلان کے علاقے چیرلی میں فورسز کی فائرنگ سے ایک تین خواتین سمیت چار افراد شہید اور تین خواتین زخمی ہوگئیں۔

4 فروری کو صوبہ پکتیکا کے ضلع جانی خیل کے علاقے بابوخیل میں کٹھ پتلی فورسز کی گولہ باری سے دو بچے شہید ہوگئے۔ صوبہ ہلمند کے ضلع مارجہ کے علاقے عباداللہ قلف میں لیویز اہل کار کی فائرنگ سے دو افرد شہید، جب کہ پانچ زخمی ہوگئے۔ صوبہ فاریاب کے ضلع شیرین تگاب کے علاقے فیض آباد میں پولیس کی گولہ باری کے نتیجے میں دو خواتین سمیت تین افراد شہید اور دو خواتین زخمی ہوگئیں۔

صوبہ ننگرہار کے ضلع خوگیانو کے علاقے زاوی میں قابض امریکی اور کٹھ پتلی فورسز نے چھاپے کے دوران مقامی لوگوں کو تشدد کا نشانہ بنایا اور ایک قومی رہنما ملک ایوب خان کو شہید کر دیا۔

5 فروری کو ننگرہار کے ضلع شیر زادو کے علاقے مرکی خیل میں قابض امریکی اور کٹھ پتلی فورسز نے مشترکہ کارروائی کے دوران ایک دینی مدرسہ پر چھاپہ مارا۔ مدرسے کا ایک حصہ مسمار کر دیا جب کہ ایک طالب علم کو زخمی اور چار طالب علموں کو حراست میں لیا۔

5 فروری کو صوبہ میدان وردگ کے ضلع سید آباد کے علاقے تنگی دری عالم خیل اور ملا خیل میں قابض امریکی اور کٹھ پتلی فورسز نے چھاپے کے دوران ایک شخص کو شہید اور دو افراد کو گرفتار کر لیا۔ اگلے دن میڈیا نے خبر شائع کی کہ صوبہ تخار کے ضلع درقد کے علاقے شور عرب میں کٹھ پتلی فورسز نے عمری بازار کے نام سے نو تعمیر شدہ ایک نیا شہر تباہ کر دیا۔ یہ بازار ضلع خواجہ بہاؤالدین، درقد اور ینگی قلعہ کے عوام کے لیے بنایا گیا تھا۔ جس میں ہزار سے زائد دکانیں تعمیر کی گئی تھیں۔ جب کہ مسجد، اسکول، کلینک، مدرسہ اور پارک کا تعمیراتی کام بھی تیزی سے جاری تھا۔ عینی شاہدین کے مطابق فورسز نے پہلے دن ہی مین چوک اور اس کے ارد گرد دکانوں کو مسمار کر دیا۔ صوبہ تخار کے مقامی حکام نے بھی اس شہر کو تباہ کرنے کا اعتراف کیا اور دلیل یہ پیش کی کہ چوں کہ اس شہر میں مجاہدین کے رشتہ داروں اور ان کے حامیوں کی دکانیں

تھیں، اس لیے مسمار کیا گیا ہے۔

7 فروری کو صوبہ زابل کے ضلع ارغنداب کے علاقے سرخ سنگ میں فورسز نے ایک شخص فضل الرحمن ولد عبدالغنی کو بے دردی سے شہید کر دیا۔ صوبہ غزنی کے ضلع دہ یک کے علاقے جناب آباد میں فورسز کی فضائی کارروائی میں عبدالواحد آکا کے خاندان کے چار معصوم بچے شہید کر دیے گئے۔ اگلے دن صوبہ خوست کے ضلع علی شیر کے علاقے بٹی تاڑی میں قریبی پولیس ہیڈ کوارٹر کے اہل کاروں نے ایک خاندان کے سات افراد کو فائرنگ کر کے شہید کر دیا۔ خوست کے پولیس چیف عبدالحنان زدران اور صوبائی کونسل کے رکن حاجی گل مرجان نے تصدیق کی ہے کہ اس واقعے میں جاں بحق ہونے والے تمام افراد عام شہری تھے۔

10 فروری کو صوبہ بادغیس کے ضلع درہ بوم کے علاقے تیلایان میں فورسز کی فائرنگ اور گولہ باری سے ایک خاتون شہید اور ایک شخص زخمی ہو گیا۔

15 فروری کو صوبہ ہلمند کے ضلع خانشین کے علاقے تاغر حوزی میں قابض امریکی اور کٹھ پتلی فورسز کی مشترکہ کارروائی میں چار افراد شہید اور دو زخمی ہو گئے۔ اگلے دن قابض فورسز نے صوبہ فراہ کے ضلع خاک سفید کے علاقے دیوال سرخ میں چھاپے کے دوران دس افراد کو حراست میں لے لیا۔

17 فروری کو صوبہ قندھار کے ضلع میوند کے علاقے شلغمی ماندہ میں فورسز نے مجاہدین کے ساتھ جھڑپ کے بعد گیارہ عام افراد کو حراست میں لے لیا۔ اسی طرح صوبہ قندوز کے ضلع خان آباد کے علاقے نوی سڑک میں اجرتی فوج نے ایک خاتون کو گولی مار دی، جب کہ ایک شخص کو زخمی کر دیا۔

صوبہ میدان وردگ کے ضلع سید آباد کے علاقے تنگی درہ، دو آب اور گل خیل میں فورسز کے چھاپے کے دوران مقامی لوگوں کے گھروں سے قیمتی سامان اور نقد رقم لوٹ لی گئی۔

19 فروری کو جارحیت پسندوں اور کٹھ پتلی فورسز نے صوبہ خوست کے ضلع صبری کے علاقے چپری اور میکی پر چھاپہ مارا۔ اس دوران پُر تشدد کارروائی میں چار شہری شہید ہو گئے۔

21 فروری کو صوبہ لوگر کے ضلع چرخ کے علاقے پنگرام قلعہ بالا میں فورسز کے چھاپے کے دوران فضائی کارروائی میں تین شہری شہید اور ایک زخمی ہو گیا۔

24 فروری کو صوبہ فراہ کے ضلع بالا بلوک کے علاقے گنج آباد میں جارحیت پسندوں اور داخلی قوتوں کی بمباری سے دس عام شہری شہید اور بیس زخمی ہو گئے۔ 24 فروری کو صوبہ بلخ کے ضلع چہار بولک کے علاقے رحمت آباد میں جارحیت پسندوں اور داخلی فورسز کے چھاپے کے دوران ایک شخص شہید اور ایک زخمی کر دیا گیا۔ اگلے دن صوبہ بلخ کے ضلع چمتال کے علاقے نوشہر میں قابض فوج کی فضائی کارروائی میں دو معصوم بچے شہید ہو گئے۔

27 فروری کو صوبہ کاپیسا کے ضلع تگاب کے علاقے قاضیان میں قابض امریکی اور کٹھ پتلی فورسز کے چھاپے میں دو افراد شہید اور آٹھ زخمی ہو گئے۔

ذرائع:

'بی بی سی، آزادی ریڈیو، افغان اسلامک پریس، پژواک، خبریال، لراوبر، تن ڈاٹ ایشیا۔ دیگر ویب سائٹس۔'

ماہ جمادی الثانیہ میں ہونے والی کارروائیوں کا جدول

نمبر شمار	صوبہ	کارروائیوں کی تعداد	فدائی حملے	دشمن کے مالی اور جانی نقصانات					عام شہریوں اور مجاہدین کی جانی نقصانات		
				صلیبیوں کی اموات	صلیبیوں کے زخمی	اہلکاروں کی ہلاکتیں	اہلکاروں کے زخمی	فوجی گاڑیوں اور ٹینکوں کی تباہی	مجاہدین کے شہداء	مجاہدین کے زخمی	عام شہریوں کی جانی
-1	قندھار	39	2	1	2	77	26	26	6	7	1
-2	ہلمند	112	3	0	0	380	198	54	16	9	3
-3	زابل	33	0	0	0	65	21	6	2	7	0
-4	روزگان	22	0	0	0	61	19	7	3	4	0
-5	فراہ	32	0	8	6	127	84	8	5	5	0
-6	غور	2	0	0	0	0	3	0	0	1	0
-7	ہرات	23	0	0	0	51	34	7	0	1	0
-8	نیمروز	14	0	0	0	55	9	11	0	4	0
-9	بادغیس	41	0	0	0	43	35	6	6	3	0
-10	فاریاب	40	0	0	0	62	55	4	6	10	0
-11	کنڑ	39	0	0	0	19	20	3	1	0	0
-12	ننگرہار	59	0	0	0	80	79	15	3	3	0
-13	لغمان	39	0	0	2	50	41	9	1	2	0
-14	نورستان	6	0	0	0	6	9	0	0	0	0
-15	کابل	8	1	6	0	8	9	3	1	0	1
-16	میدان وردگ	25	0	0	0	30	20	6	0	0	0
-17	غزنی	64	0	0	0	114	66	12	2	5	0
-18	خوست	18	0	0	0	25	17	5	0	0	0
-19	لوگر	24	0	1	4	31	10	5	0	0	0
-20	کاپیسا	11	0	0	0	23	5	1	1	0	0
-21	پروان	7	0	0	0	6	2	1	0	0	0
-22	پکتیکا	16	0	0	0	33	16	6	1	0	0
-23	پکتیا	23	0	0	0	37	32	6	0	3	0
-24	قندوز	13	0	0	0	32	19	3	1	0	0
-25	بغلان	11	0	0	0	18	21	6	0	0	0
-26	تخار	5	0	0	0	51	98	0	2	0	0
-27	سمنگان										
-28	بدخشان										
-29	بامیان										
-30	بلخ	11	0	0	0	21	18	4	1	2	0
-31	جوزجان	4	0	0	0	7	4	1	0	0	0
-32	دای کنڈی	4	0	0	0	4	9	2	0	5	0
-33	سرپل	4	0	0	0	8	9	0	1	2	0
-34	پنجشیر										
مجموعہ		749	6	16	14	1524	988	217	59	73	5

الخندق آپریشن
Operation Battle of the Trench
مجاہدین امارت اسلامیہ 'الخندق' آپریشن کی مشقیں کرتے ہوئے

SHARIAT
Monthly Islamic Magazine
7th Year April 2018

مجاہدین آپ کے محسن ہیں !

اسلام نے اپنے پیروکاروں میں سے مجاہدین کو جو عزت، مرتبہ اور وقار عطا فرمایا ہے، وہ کسی بھی صاحب ایمان سے پوشیدہ نہیں ہے۔ اسلام کے سب سے پہلے جہادی معرکے غزوہ بدر کے مجاہدین کو دیکھ لیجیے۔ اللہ تعالی نے ان کو جو فضیلتیں عطا فرمائی ہیں، وہ مجاہدین کے حوالے سے تنگ نظری کا شکار رہنے والے افراد کے لیے 'ذہن کشا ٹانک' کا درجہ رکھتی ہیں

ملعون مرزا غلام احمد قادیانی وہ ناسور رہا ہے، جس کی جہاد بارے دماغی غلاظت آج بھی کئی ذہنوں کا حصہ ہے۔ یہ بند دماغ افراد اس قدر احساس کمتری کا شکار ہیں کہ مجاہدین کے ہاتھوں ذلیل ہونے والے انگریز کی چاپلوسی اور خوش نودی کی خاطر جہاد کو اسلام کا منفی پہلو باور کرانے کی کوشش میں رہتے ہیں۔

مشتری ہوشیار باش! کہیں ڈالر کے بیٹے آپ کا ایمان لوٹ کر نہ چلے جائیں۔ آج کفار امت مسلمہ کا وجود تک نوچ کھانے کے لیے ایک دستر خوان پر جمع ہیں۔ اس دوران اگر آپ کے جسم میں سانسوں کی آمد و رفت تسلسل سے جاری ہے تو اسے مجاہدین کی ان اکھڑتی سانسوں کا صدقہ جانیے، جن کی ڈوری صرف آپ کے آج و کل کے تحفظ کی خاطر ٹوٹ رہی ہے۔

پوری امت کی زندگی مجاہدین کی شہادتوں کی مقروض ہے۔ اس لیے احسان مند بنیے۔ مجاہدین کو اپنی نیک دعاؤں میں یاد رکھیے۔ جزاکم اللہ خیرا